Chapter 5 سورة المآئدة The Attractive meal

آیات 120

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

المنزل 2

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ اُحِلَّتۡ لَكُمۡ بَهِيۡمَةُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ غَيۡرَ مُحِلِّى الصَّيۡدِ وَاَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ مَا يُرِيۡدُ ۝۱

1-اے اہلِ ایمان (یعنی اے وہ لوگو جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ پر چل پڑے ہو، تو اپنے) عہد پورے کیا کرو۔ تمہارے لئے (جگالی کرنے والے مویشی) چوپائے حلال کر دیے گئے ہیں سوائے ان کے جن کا بیان تم پر آئندہ کیا جائے گا۔ (یاد رکھو کہ) جب تم احرام کی حالت میں ہو تو شکار کو حلال نہ سمجھنا۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ جو مناسب سمجھتا ہے اس کا ہی حکم کرتا ہے۔

وقف لازم — الربع

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهۡرَ الۡحَـرَامَ وَلَا الۡهَدۡىَ وَلَا الۡقَلَۤائِدَ وَلَاۤ آٰمِّيۡنَ الۡبَيۡتَ الۡحَـرَامَ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرِضۡوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡا ؕ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ صَدُّوۡكُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ۝۲

2-اے اہلِ ایمان! (زندگی کے معاملات میں ادب و آداب اور حدود ہیں جن پر قائم رہنا ضروری ہے تا کہ اللہ کے احکام کی پیروی کرنے والوں کی آزمائش ہوتی رہے کہ وہ ان حدود کا کس قدر احترام قائم رکھتے ہیں جن کے بارے میں حکم دیا گیا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اس سلسلے میں آگاہ رہو کہ) اللہ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو (یعنی اللہ کی وہ مخصوص نشانیاں جن کے بارے میں اللہ نے خصوصی طور پر حکم دیا ہو کہ ان کا احترام کیا جائے اور ان کی بے حرمتی نہ کی جائے)۔ اور نہ ہی حرمت والے مہینے کی (بے حرمتی کرو یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب حُرمت والے مہینے ہیں ان کا احترام کرو یعنی ان مہینوں میں جنگ نہ کرنے یا جنگ کا سلسلہ ملتوی کر کے امن عامہ قائم کرنے کی پابندی ہے تو اس کا احترام کیا جائے بشرطیکہ دشمن بھی ایسا کرنے پر متفق ہو)۔ اور نہ ہی الھدی کی (بے حرمتی کرو) (یعنی وہ تحائف چاہے وہ جانوروں کی صورت میں ہوں جنہیں حج میں جمع ہونے والے انسانوں کے لئے بھیجا جاتا ہے) اور القلائد کی (یعنی ان کی جو

احرام باندھے ہوئے حج کے بین الاقوامی اجتماع میں شمولیت کے لئے آتے ہیں یا حج کے موقع پر وہ جانور جن کے گلے میں علامتی پٹے ہوتے ہیں تاکہ وہ پہچانے جائیں ان سب کی مت بے حرمتی کرو) اور نہ ہی بیت الحرام یعنی خانہ کعبہ کو آنے والے (کی بے حرمتی کرو بشرطیکہ وہ اس مقام کے احترام کے لئے ہی آرہا ہو) کیونکہ یہ لوگ اپنے نشوونما دینے والے کی فراوانیاں اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں (تگ و دو کر رہے ہوتے ہیں)۔اور جب تم حالتِ احرام سے باہر نکل آؤ تو تم شکار کر سکتے ہو اور تمہیں کسی قوم کی یہ دشمنی کہ انہوں نے تم کو مسجدِ حرام (یعنی خانہ کعبہ) سے روکا تھا اس بات پر ہرگز نہ ابھارے کہ تم (اُن کے ساتھ) زیادتی کرو۔اور تم دلوں میں کشادگی اور نگاہوں میں وسعت پیدا کرنے کے لئے اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین کے ساتھ ہم آہنگ رہنے کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو۔مگر بُرائی کے لئے اور اللہ کی طے شدہ حدوں کو توڑنے کے لئے ایک دوسرے سے مت تعاون کرو۔اور خوفناک نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام سے چمٹے رہو کیونکہ اس میں کوئی شک و شبہ والی بات ہی نہیں کہ اللہ (اپنے دشمنوں کو) سخت سزا دینے والا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳

3-(جیسا کہ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے 2/173، مگر یاددھانی کے لئے ایک بار پھر آگاہ کیا جاتا ہے کہ) تم پر مُردار حرام کر دیا گیا ہے۔اور (حرام کر دیے گئے ہیں) خون اور سؤر کا گوشت اور وہ (جانور) جس پر ذبح کے وقت اللہ کی بجائے کسی اور کا نام پکارا گیا ہو اور گلا گھٹ کر مرا ہوا (جانور) اور ضرب سے مرا ہوا (جانور اور کسی جانور کے) سینگ مارنے سے مرا ہوا اور وہ جسے درندے نے پھاڑ کھایا ہو سوائے اس کے جسے (مرنے سے پہلے) تم نے ذبح کر لیا اور (تم پر وہ جانور بھی حرام کر دیے گئے ہیں) جنہیں ایسے مقامات پر ذبح کیا گیا ہو جن کو اللہ کے علاوہ کسی کی پرستش و عقیدت کی پیش کش کے لئے لوگوں نے مخصوص کر رکھا ہو۔اور (تم پر یہ بھی حرام کر دیا گیا ہے کہ تم مشرکانہ عقائد کی بناء پر فال نکالنے کے لئے) تیروں کو چلا کر اشیاء تقسیم کرنے یا فیصلے کرنے کا طریقہ اختیار کرو (یعنی جاندار یا بے جان چیزوں سے مت پوچھو کہ معاملات کیسے طے کئے جائیں اور فیصلے کیسے کئے جائیں یعنی معاملات کو اتفاقات پر چھوڑ دینا اور فہم و فراست استعمال نہ

کرنا حرام قرار دے دیا گیا)۔ چنانچہ یہ سب کام وہ ہیں جو نشو ونما دینے والی حفاظتوں سے نکال کر بے اطمینانی اور خرابی پیدا کرنے والے ہیں۔ (لہٰذا، اے اہلِ ایمان) آج وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے وہ تمہارے دین سے اس لئے نا امید ہو چکے ہیں (کیونکہ طے کی گئی پابندیوں کو دیکھ کر انہیں یقین ہو گیا ہے کہ یہ دین ان سے کسی صورت مفاہمت نہیں کرے گا)۔ لیکن تمہیں اُن سے خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم صرف مجھ ہی سے ڈرا کرو (یعنی میرے احکام وقوانین کی خلاف ورزی سے ڈرا کرو)۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین (کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص بھوک (اور پیاس) کی شدت میں انتہائی مجبوری کی حالت کو پہنچ جائے اور وہ گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو (تو حرام کی گئی چیزوں میں سے زندگی بچا لینے کی حد تک کھانے میں کوئی گناہ نہیں 2/173)۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنور نے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴

4-(حرام چیزوں کے لئے رہنمائی دی گئی ہے۔ لیکن اے محمدؐ! یہ) لوگ تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لئے کیا چیزیں حلال کی گئی ہیں؟ ان سے کہو کہ! سب صاف ستھری چیزیں جو خرابیاں پیدا کرنے والی نہ ہوں وہ حلال ہیں۔ اور وہ شکاری جانور جنہیں تم نے شکار پر دوڑانے کے لئے یوں سدھا لیا ہو کہ تم نے انہیں (شکار کے وہ طریقے) سکھائے ہوں جو تمہیں اللہ نے سکھائے ہیں، تو تم اس (شکار) میں سے کھاؤ جو وہ (شکاری جانور) تمہارے لئے روک رکھیں۔ اور (اس شکار کو ذبح کرتے وقت اس) پر اللہ کا نام لیا کرو اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام کے مطابق عمل کیا کرو کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ بڑی تیزی سے حساب کر لینے والا ہے (کیونکہ ہر عمل کا نتیجہ اس عمل میں ہی شامل ہوتا ہے اس لئے اللہ کے حساب میں تاخیر نہیں ہوتی)۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵ ع 1/5/5

5-لہٰذا، اب تمہارے لئے خرابیاں نہ پیدا کرنے والی اور صاف ستھری چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ اور ان لوگوں کے

ہاں جنہیں کتاب عطا کی گئی ہے تمہارے لئے کھانا حلال کر دیا گیا ہے (بشرطیکہ اس میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو تمہارے ہاں حرام ہے) اور تمہارے ہاں کھانا اُن کے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔ (کھانے پینے سے آگے بڑھ کر ازدواجی زندگی کے سلسلے میں اصول یہ ہیں کہ) اپنی پاکیزگی کی حفاظت کرنے والی مومن عورتیں اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تو ان میں سے اپنی پاکیزگی کی حفاظت کرنے والی عورتیں (تمہارے لئے حلال ہیں) جب کہ تم انہیں ان کے مہر ادا کر دو اور یہ کہ تم انہیں قیدِ نکاح میں لانے والے بنو نہ کہ (محض ہوس رانی کی خاطر) اعلانیہ بدکاری کرنے والے اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والے (بنو)۔ اور جو شخص (بتلائے گئے احکامات) کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے تو پھر حقیقت یہ ہے کہ اس کا سارا عمل ہی برباد ہو گیا اور وہ آخرت میں خسارا اٹھانے والوں میں شامل ہو گیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

6-اے اہلِ ایمان! جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو (وضو کے لئے) اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولیا کرو اور اپنے سروں کو پونچھ کر صاف کر لیا کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں سمیت (دھولیا کرو)۔ اور اگر تم حالتِ جنابت میں ہو تو اچھی طرح پاک ہو لیا کرو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت (کے بعد) آیا ہو یا تم نے بیویوں سے (جنسی) قربت کی ہو اور پھر تمہیں پانی بھی میسر نہ ہو تو صعید سے تیمم کر لیا کرو یعنی ممکن حد تک الائشوں سے پاک ہونے کا ارادہ کر لو پھر اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو پونچھ کر صاف کر لو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ وہ تمہارے اوپر کسی قسم کی سختی کرے۔ لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک وصاف رکھے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے (یعنی زندگی کی خوشگواریاں جو عطا کی جاتی ہیں وہ انہیں تم پر پورا کر دے) تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ یعنی تم اپنی صلاحیتوں کو بہترین طور پر استعمال کرنے کے قابل ہو جاؤ۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

7-اور (اے اہلِ ایمان) اللہ کی اس نعمت (یعنی نازل کردہ ضابطہء حیات جس سے تم نوازے گئے ہو) کو یاد رکھنا اور اس

عہد و پیمان (کو بھی یاد رکھنا) جو اس نے تم سے لے رکھا ہے اور تم نے یہ کہہ کر (قول دیا کہ) ! ہم نے اللہ کے (احکام) سن لیے ہیں اور ہم ان کی اطاعت کریں گے اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کے مطابق عمل کرتے رہیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ سینوں میں ابھرنے والے تاثرات کا بھی علم رکھنے والا ہے (کہ کون کب بُرائی کی طرف مائل ہے اور کب بچنا چاہتا ہے)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸

8-(چنانچہ) اے وہ لوگو جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ پر چل پڑے ہو (تو اس نظام کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ) تم اللہ کی خاطر عدل وانصاف کے گواہ اور محافظ بن کے رہو۔ (اس حد تک عدل وانصاف کے محافظ ونگران کہ) کسی قوم کی سخت دشمنی بھی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اس سے عدل نہ کر سکو۔ عدل کیا کرو کیونکہ وہ تقویٰ کے قریب تر ہے اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین سے چمٹے رہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم جو بھی کام کرتے ہو تو اللہ کو اس کی خبر ہوتی ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۹

9-یہ اللہ کا ان لوگوں سے وعدہ ہے جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لی اور سنور نے سنوارنے کے کام کرتے رہے کہ انہیں اللہ کی حفاظت میسر رہے گی اور انہیں وہ ایسا صلہ عطا کرے گا جو عظمت یافتہ ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۰

10- لیکن (ان کے برعکس) جن لوگوں نے کفر کیا اور ہمارے احکام وقوانین کو جھٹلایا تو یہ وہ لوگ ہیں جو دوزخ والے ہیں (یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے مرنے کے بعد والی حسین ابدی زندگی کے لئے ہوتی ہوئی نشوونما جل کر راکھ ہو جائے گی اور آخرت میں بھی دوزخ میں جانا پڑے گا)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ ع

11-(اللہ کے نازل کردہ ضابطہء ہدایت پر عمل کرنے میں خطرات سے کس طرح حفاظت مل جاتی ہے اس کا مشاہدہ تم خود کر چکے ہو کیونکہ) اے اہلِ ایمان! تم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر (ایسے وقت میں ہوئی) جب (مخالفین) کی قوم

نے یہ ارادہ کرلیا تھا کہ اپنے ہاتھ (قتل و غارت کے لئے) تمہاری طرف دراز کریں مگر اللہ نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیے۔ لہٰذا، تم تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین اختیار کئے رہو اور اہلِ ایمان کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾

12-اور تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجہ پر پہنچو گے کہ (جس طرح اللہ نے تم سے نازل کردہ نظامِ حیات کو قائم کرنے کا عہد لیا ہے اسی طرح تم سے پہلے) اللہ نے بنی اسرائیل یعنی یہودیوں سے پختہ عہد لیا تھا کہ (وہ اپنے نازل کردہ نظامِ حیات کو قائم کریں گے۔ اس وقت ان کے بارہ قبیلے تھے جن سے) ہم نے ان کے بارہ سردار مقرر کر دیے (جو ان کے حالات کی خبر گیری کرتے تھے) اور اللہ نے (بنی اسرائیل سے) کہہ دیا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نظامِ صلوۃ قائم کیا اور زکوٰۃ دینے کا نظام قائم کیا اور میرے رسولوں پر ایمان لاتے رہے اور ان (کی جدوجہد میں ان کے رفیق و) مددگار بنتے رہے اور اللہ کو قرض حسنا دیتے رہے (یعنی زندگی میں حسن وتوازن قائم رکھنے کے لئے اپنا مال حقیقی ضرورت مندوں کے لئے کھلا رکھتے رہے تاکہ نازل کردہ نظامِ زندگی مستحکم رہے) تو میں تمہارے گناہوں کو ضرور مٹا دوں گا اور تمہیں یقیناً ایسی جنتوں میں داخل کردوں گا جن کے نیچے ندیاں رواں ہوں گی۔ پھر اس کے بعد تم میں سے جس نے کفر کیا (یعنی جس نے بھی ان احکامات کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر لی) تو یقیناً وہ سوآء السبیل سے بھٹک گیا (یعنی اس نے وہ مرکزی روشن راہ کا پیمانہ ہی گم کر دیا جس کے مطابق انسان اپنی صلاحیتوں اور خواہشات کے تقاضوں کو ٹیڑھے اور غلط راستوں سے بچاتے ہوئے توازن میں لا کر درست اور سیدھی راہ پر قائم رہ سکتا ہے)۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰي خَاۗىِٕنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

13-(چنانچہ جب تک بنی اسرائیل اللہ سے اپنا عہد نبھاتے رہے انہیں دنیا میں قابلِ عزت مقام ملا اور وہ کامران و سرفراز ہو کر رہے)۔ لیکن جب انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا تو ہم نے ان پر لعنت کر دی (یعنی وہ ہماری محبت سے محروم ہو

کر ان خوشگواریوں اور سرفرازیوں سے بھی محروم ہو گئے) اور ہم نے ان کے قلوب کو سخت کر دیا (یعنی ان کی سچائیوں کو پرکھنے اور تسلیم کرنے والی آئینے کی طرح صلاحیتیں پتھر کی طرح ہو کر رہ گئیں کیونکہ نازل کردہ احکام وقوانین ان کے مفادات کی راہ میں رکاوٹ تھے۔ چنانچہ اب ان کا حال یہ ہے کہ) الفاظ کا الٹ پھیر کر کے بات کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں اور جو تعلیم انہیں دی گئی تھی اس کا بڑا حصہ بھول چکے ہیں (اور اس پر عمل کرنا ہی چھوڑ دیا ہوا ہے) اور تمہیں ان کی خیانتوں کا پتا بھی چلتا رہتا ہے۔ البتہ ان میں چند ایسے ہیں (جو ایمان لا چکے ہیں یا ایمان کی طرف مائل رہتے ہیں۔ بہر حال، جن لوگوں کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہوان سے الجھنا بیکار ہے)۔ اس لئے انہیں معاف کرتے ہوئے درگذر کرتے جاؤ (اور اپنی جدو جہد کو آگے بڑھاتے جاؤ کیونکہ) یقیناً اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو زندگی میں حسن و توازن قائم رکھنے کے لئے جدو جہد کرتے رہتے ہیں اور حقیقی ضرورت مندوں کو عدل سے بڑھ کر ضرورت کے مطابق دینے والے ہوتے ہیں۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝۱۴

14-اور (یہ تو یہودیوں کا حال ہے۔ باقی رہے) وہ جو اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں، تو ہم نے ان لوگوں سے بھی (اسی طرح کا) عہد لیا تھا (کہ وہ اپنے نازل کردہ نظامِ حیات کو قائم کریں گے)۔ لیکن وہ بھی اُس تعلیم کو فراموش کر بیٹھے جو انہیں دی گئی تھی۔ لہٰذا (اُن کی عہد شکنی کی سزا کے طور پر) ہم نے اُن کے درمیان دشمنی اور کینہ روزِ قیامت تک ڈال دیا۔ اور وہ وقت دُور نہیں کہ اللہ انہیں آگاہ کر دے گا کہ وہ کیا کیا صنعتیں بناتے رہے ہیں (یصنعون)۔

(نوٹ: آیات 7، 12، 14 ایسی اقوام کے لئے جن پر ادیان یعنی نظام ہائے زندگی نازل ہوئے خاص کر اسلام کے پیرو کاروں کے لئے سخت ترین تنبیہہ ہیں کہ وہ نازل کردہ احکام وقوانین کو اختیار کریں اور اِن کی خلاف ورزیاں مت کریں)۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ڛ قَدْ جَاۗءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۵

15-اے اہلِ کتاب! (یعنی اے وہ لوگو کہ جن کی جانب زندگی کے ضابطے نازل ہوئے، آگاہ رہو کہ) یقیناً تمہاری طرف اللہ کا رسول آ گیا ہے جس نے بہت سی ایسی باتوں کو ظاہر کر دیا ہے جنہیں تم کتاب میں (یعنی اپنی طرف نازل کردہ ضابطوں میں) چھپاتے رہے ہو اور بہت سی باتوں سے (جن کی زیادہ اہمیت نہیں) درگذر کر دیتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے (کہ تم اپنے اپنے دین برباد کر دینے کی وجہ سے بھٹک رہے تھے ایسے میں) تمہارے پاس اللہ کی طرف سے

ایک نور آ گیا ہے (یعنی نور کی حیثیت سے محمدؐ ایک رسول کے طور پر اور قرآن واضح کتاب کی حیثیت سے ایک نظامِ حیات کے طور پر آ گئے ہیں)۔

(**نوٹ**: اس آیت میں محمدؐ کے لئے نور کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور 14/1 یوں ہے کہ ''یہ کتاب ہے جسے ہم نے تمہاری طرف نازل کیا تا کہ تم لوگوں کو ظلمت سے نکال کر نور کی جانب لے آؤ'' النور کا مادہ (ن و ر) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب روشنی لیا جاتا ہے اور اس کا متضاد ظلمت یعنی تاریکی لیا جاتا ہے۔ 10/5 میں سورج کو ضیاء اور چاند کو نور کہا گیا ہے۔ اس حوالے سے ضیاء ذاتی روشنی کو کہا جاتا ہے اور نور اس روشنی کو جو ذاتی نہ ہو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نار اور نور دونوں الفاظ ایک ہی اصل سے ہیں۔ اور نار یعنی آگ یعنی شعلے کی لپٹ جو نظر آئے۔ نور کے یہ وہ مطالب ہیں جن کا تعلق مادے سے ہے لیکن اگر نور اور ظلمت کے مطالب ہدایت، آگاہی یا تعلیم کے حوالے سے لیے جائیں تو وہ یوں ہیں: وہ قوت جو تعمیری حالت قائم کرنے والی ہوتی ہے اور تخریبی قوتوں کو ظاہر کر دیتی ہے اور انہیں ختم کرنے میں مددگار ہوتی ہے وہ نور کہلاتی ہے۔ لہٰذا، اس آیت کے آخری الفاظ کا مطلب یوں ہوگا ''یقیناً (یہ رسول یعنی محمدؐ) تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آ گیا ہے'' یعنی، یقیناً اللہ کی طرف سے (یہ وہ رسولؐ ہے) جو تعمیری قوتوں کی بناء پر تخریبی قوتوں کو ظاہر کر کے انہیں ختم کر دینے والا اور زندگی کی خوشگوار تعمیری حالت کو قائم کرنے والا ہے)۔

یَّهۡدِیۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِهٖ وَیَهۡدِیۡهِمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۱۶﴾

16- اور اللہ اس (ضابطہء حیات) کے ذریعے اُن لوگوں کو جو اللہ کی رضا کے مطابق تگ و دو کر رہے ہوتے ہیں انہیں اپنے حکم سے سلامتی کی ایسی راہیں دکھا دیتا ہے (جن پر چلنے والے بھٹکنے کی مصیبتوں سے بچے رہتے ہیں)۔ اور انہیں ظلمت سے نکال کر (یعنی تخریبی قوتوں سے محفوظ کر کے) نور کی طرف لے آتا ہے (یعنی ایسی تعمیری قوتوں میں لے آتا ہے جو زندگی کی تعمیری حالت قائم کر دینے والی ہوتی ہیں)۔ اور ان کی رہنمائی ایسے روشن و درست راستے کی طرف کر دیتا ہے جو سیدھا اطمینان بھری منزل کو جاتا ہے۔

لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ ؕ قُلۡ فَمَنۡ یَّمۡلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَیۡـًٔا اِنۡ اَرَادَ اَنۡ یُّهۡلِكَ الۡمَسِیۡحَ ابۡنَ مَرۡیَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَهُمَا ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۷﴾

17- تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ان لوگوں نے (یعنی عیسائیوں نے) کفر کر ڈالا جو یہ کہتے ہیں کہ یقیناً اللہ مسیح ابن مریم ہی تو ہے۔ (مگر اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو کہ پھر کون ہے جو اللہ (کے اختیار میں) سے کسی شے کا مالک بن بیٹھے؟ اگر اللہ اس کا ارادہ کرتا کہ مسیح اور اس کی والدہ اور کرۂ عرض پر جو کچھ ہے ان سب کو ہلاک کر دے (تو

کسے اتنی قوت حاصل تھی کہ وہ اللہ کو روک سکتا)۔ اور آسمانوں اور زمین اور جو اِن دونوں کے درمیان ہے (یعنی جو کچھ ساری کائنات میں ہے سب اللہ ہی کی ملکیت ہے اور سب پر) حکمرانی اللہ ہی کی ہے۔ وہ جو مناسب سمجھتا ہے اسے تخلیق کر دیتا ہے اور اللہ نے ہر چیز پر تناسب و توازن کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں۔

(**نوٹ:** وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی شخص اللہ کا روپ ہے یا کائنات میں جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا روپ ہے یا یہ ساری کائنات اللہ ہی کا روپ ہے تو انہیں ایسے عقائد سے محفوظ رہنے کے لئے اس آیت سے آگاہی حاصل کرنی چاہیے اور اس پر بار بار غور کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں یہ انتہائی سخت تنبیہ فراہم کرنے والی ہے)۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

18- اور ان یہودیوں اور عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ ہم اللہ کے محبوب اور اس کی چہیتی اولاد ہیں۔ ان سے کہو! اگر ایسا ہی ہے تو اللہ تمہیں گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ تم بھی (اور انسانوں کی طرح) اللہ کے تخلیق کردہ انسان ہی ہو۔ لہٰذا، وہ جسے مناسب سمجھتا ہے اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے اور جسے مناسب سمجھتا ہے اسے (اس کے اعمال کے مطابق) عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (چنانچہ جزا اور سزا کا قانون جو سب کے لئے ہے وہ یہودیوں اور عیسائیوں پر بھی ویسے ہی لاگو ہوتا ہے۔ اس میں کسی کے چہیتے یا سوتیلے ہونے کا سوال ہی نہیں۔ جو قوم بھی اللہ کے احکام کے مطابق جدوجہد کرے گی وہ زندگی کی تباہیوں سے محفوظ رہے گی)۔ لہٰذا، آسمانوں اور زمین اور وہ جو دونوں کے درمیان ہے وہ اللہ ہی کی ملکیت کے (مطابق سرگرم عمل ہے)۔ اور سب (اپنے اپنے اعمال اور ان کے نتائج لیے ہوئے) واپس اسی کی طرف چلے جا رہے ہیں۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾

ع 3 8 7

19- اے اہلِ کتاب! تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ تمہارے پاس ہمارا یہ رسول (محمدؐ) آ گیا ہے جو تمہارے لئے (اُن تمام حقائق کو) کھول کر بیان کر رہا ہے (جنہیں تم) رسولوں کا سلسلہ بند ہو جانے کی وجہ سے (ضائع کر چکے تھے) تاکہ تم کہیں یہ (نہ) کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی ایسا رسول نہ آیا جو ہمیں خوشخبری دیتا کہ زندگی کی خوشگواریاں اور سرفرازیاں کیسے حاصل ہو سکتی ہیں اور ان کو پا لینے کا انجام کتنا حسین اور اطمنان بخش ہوتا ہے اور ہمیں یہ بتا دیتا کہ غلط راستے پر چلنے کا انجام کتنا خوفناک ہوتا ہے۔ (لیکن اب تم ایسا نہیں کہہ سکو گے کیونکہ اب تمہارے پاس) یقیناً بشیر و نذیر (یعنی محمدؐ) آ گیا ہے۔ اور اللہ نے ہر چیز پر اُس کی مناسبت و توازن کے پیمانے مقرر کر

رکھے ہیں۔(لہٰذا ان کے مطابق زندگی بسر کرتے رہو)۔

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ يٰقَوۡمِ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ جَعَلَ فِيۡكُمۡ اَنۡۢبِيَآءَ وَجَعَلَـكُمۡ مُّلُوۡكًا ‌ۖ وَّاٰتٰٮكُمۡ مَّا لَمۡ يُؤۡتِ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۰﴾

20-اور(اب ان یہودیوں کا حال سُنیے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے محبوب اوراس کی چہیتی اولاد ہیں)۔جس وقت(ان کے رسولؑ)موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ،اے میری قوم!تم اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم میں انبیاء پیدا کیے اورتمہیں حکمرانی عطا کی اور تمہیں وہ کچھ عطا کیا جو(اس وقت)تمام اقوامِ عالم میں کسی کو نہیں دیا گیا تھا،

يٰقَوۡمِ ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَةَ الَّتِىۡ كَتَبَ اللّٰهُ لَـكُمۡ وَلَا تَرۡتَدُّوۡا عَلٰۤى اَدۡبَارِكُمۡ فَتَـنۡقَلِبُوۡا خٰسِرِيۡنَ ﴿۲۱﴾

21-(اوراللہ کی ان نعمتوں کی یاد تازہ کرنے کے بعد موسیٰؑ نے کہا کہ)اے میری قوم!(تُم اٹھواور)اُس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔لیکن(کہیں ایسا نہ ہو دشمن کو دیکھ کر میدان سے)تم پیٹھ دکھا کر بھاگ نکلو۔اگرایسا کروگے تو تم خسارا اٹھانے والے بن کر پلٹو گے(یعنی اللہ کی طرف سے آئی ہوئی کامیابی کو تم اپنی کاہلی اور بزدلی کی وجہ سے ناکامی میں بدل لوگے)۔

قَالُوۡا يٰمُوۡسٰۤى اِنَّ فِيۡهَا قَوۡمًا جَبَّارِيۡنَ‌ ‌ۖ وَاِنَّا لَنۡ نَّدۡخُلَهَا حَتّٰى يَخۡرُجُوۡا مِنۡهَا‌ ۚ فَاِنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَا فَاِنَّا دٰخِلُوۡنَ ﴿۲۲﴾

22-انہوں نے جواب دیا:اے موسیٰ!اس میں تو یقیناً بڑے زبردست اور سرکش لوگ بستے ہیں اس لئے ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے یہاں تک کہ وہ اس(زمین)سے نکل جائیں۔البتہ اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم ضرور داخل ہو جائیں گے۔

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمَا ادۡخُلُوۡا عَلَيۡهِمُ الۡبَابَ‌ ۚ فَاِذَا دَخَلۡتُمُوۡهُ فَاِنَّكُمۡ غٰلِبُوۡنَ ۙ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۲۳﴾

23-(یہ جواب موسیٰؑ کی ساری قوم کی طرف سے تھا سوائے چند آدمیوں کے جواُن جیسے نہیں تھے کیونکہ وہ اللہ کے حکم کے خلاف چلنے سے ڈرتے تھے۔چنانچہ اللہ سے)ڈرنے والوں میں سے دوآدمیوں نے جنہیں اللہ نے اپنی اس نعمت سے نوازا تھا(جس کے مطابق انسان اپنی فہم وفراست سے حالات کو درست طور پر جانچ کر نتائج کی آگاہی دے دیتا ہے،انہوں نے)کہا!تم اُن پر(یعنی جابر وسرکش لوگوں پر ایک دفعہ ہلہ بول کر شہر کے)دروازے کے اندر گھس جاؤ اور جب تم یوں داخل ہوگے تو یقین کر لو کہ تم ہی غالب رہوگے۔اور اگر تم نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے والے ہو تو اللہ پر پورا بھروسہ رکھو(یقیناً تم کامیاب ہو جاؤ گے)۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

24-(لیکن اُن پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔اور) انہوں نے (پھر یہی) کہا کہ: اے موسیٰ! جب تک وہ لوگ اس میں ہیں، یقیناً ہم کبھی بھی وہاں داخل نہ ہوں گے۔لہٰذا، اب تم اور تمہارا رب (وہاں جاؤ۔اور) پھر تم دونوں (اُن سے) لڑو اور یقین کرو کہ ہم یہاں بیٹھے رہیں گے (اور تمہیں چھوڑ کر نہیں جائیں گے)۔

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِىْ وَاَخِىْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾

25-(اس پر موسیٰ نے) کہا! کہ اے میرے نشو ونما دینے والے (اب میرا ان پر کوئی اختیار نہیں)۔میرا اختیار تو لے دے کے صرف میری اپنی ذات تک اور اپنے بھائی (ہارون) تک رہ گیا ہے (اور کسی پر کوئی) اختیار نہیں ہے۔اب تو ہمیں اس فاسق قوم سے (یعنی اس قوم سے جو نشو ونما دینے والی حفاظتوں سے نکل کر بے اطمینانی اور خرابیاں پیدا کرنے والے راستہ پر چل پڑی ہے) الگ کر دے۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ ع 4/7/8

26-(تب اللہ نے یہ) حکم کر دیا! کہ وہ لوگ اس (سرزمین سے جسے اللہ نے ان کے لئے لکھ دیا ہوا تھا) چالیس سال تک محروم کر دیے گئے ہیں۔اور وہ (اس بیابان زمین میں) مارے مارے پھرتے رہیں گے۔(اس لئے اللہ نے موسیٰ سے کہہ دیا کہ) لہٰذا، اب تم اس قوم کی حالت پر افسردہ خاطر مت ہونا جس نے نشو ونما دینے والی حفاظتوں سے نکل کر بے اطمینانی اور خرابیاں پیدا کرنے والی راہ اختیار کر لی ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَىْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ وقف لازم — النصف

27-بہرحال (ابراہیمؑ کے دو بیٹوں یعنی اسحاقؑ کی شاخ سے یہودیوں کی مسلسل نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ نے اپنی عنایات کا رخ دوسرے بیٹے اسماعیلؑ کی شاخ کی طرف پھیر دیا جس میں آخری نبی محمدؐ تھے۔اور یہودی ان کے درپئے آزار رہے۔اس طرح یہ آدم کے دو بیٹوں کے قصے کی سی بات ہے جو یوں ہے کہ: اے رسولؐ!) تم انہیں آدم کے دو بیٹوں کا قصہ (عبرت حاصل کرنے اور غور وخوض کرنے کے لئے) ٹھیک ٹھیک سنا دو۔دونوں نے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے عملِ خیر کے طور پر اللہ کی راہ میں اپنی اپنی چیز کو قربان کیا۔مگر ایک کی (پیش کش کو سچائی اور احساس کے خالص پن کی وجہ سے اللہ نے) قبول کر لیا اور دوسرے (کی پیش کش) کو مسترد کر دیا گیا تو اس پر (دوسرے نے حسد اور انتقام میں پہلے سے) کہا! کہ میں تمہیں قتل کر کے رہوں گا۔(مگر پہلے نے) جواب دیا کہ! اللہ ان (کا عمل) قبول کرتا

ہے جو (پوری سچائی اور خلوص سے) تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کئے رکھتے ہیں۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾

28- اور اگر تم میرے خلاف دست درازی کرو گے کہ مجھے قتل کر دو تو میں تمہیں قتل کرنے کے لئے تمہاری طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا کیونکہ میں اللہ سے خوف زدہ رہتا ہوں اس لئے کہ وہ سارے عالمین کی نشو ونما کرنے والا ہے (اور اس کے قوانین خلاف ورزی کرنے والوں کو گرفت میں لے کر انہیں اللہ کی محبت سے محروم کر دیتے ہیں)۔

اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾ۚ

29- (بہر حال) میں چاہتا ہوں کہ تُو میرا اور اپنا گناہ سمیٹ لے (یعنی زیادتی ہو تو تمہاری طرف سے ہو میری طرف سے نہ ہو۔ اور اگر میری اس مدافعت میں تمہیں کچھ نقصان پہنچ جائے تو میرے اس گناہ کا بار بھی تمہاری ہی گردن پر ہو۔ اور) پھر تُو اہلِ جہنم میں سے ہو جائے اور یہی بدلہ ہے ایسے لوگوں کا جو دوسروں کے حقوق سے انکار کر کے قتل وفساد و جبر وتشدد اور زیادتی و بے انصافی کے مجرم بنتے ہیں (ظلم)۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۳۰﴾

30- لیکن اس (نے غصے میں ایک نہ سنی اور گناہ پر ابھارنے والے جذباتِ) نفسانی سے مغلوب ہو کر اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ چنانچہ اس طرح اس نے اس کو قتل کر دیا اور یوں وہ خسارا اٹھانے والوں میں سے ہو گیا (یعنی میسر آئی ہوئی خوشگواریوں اور مسرتوں سے محروم ہو کر رہ گیا)۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَهٗ كَیْفَ یُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِیْهِ ؕ قَالَ یٰوَیْلَتٰۤی اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ﴿۳۱﴾

31- بہر حال (اُس نے قتل کر تو دیا مگر ندامت میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ) اللہ نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کو کریدنے لگا تا کہ اُسے بتائے کہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح ڈھانک دے۔ (اِس پر اپنے آپ کو کوستے ہوئے) اُس نے کہا: کس قدر باعثِ افسوس ہے کہ! کیا مجھ میں اس کوّے کی طرح کی (سمجھ) بھی نہ ہوئی کہ میں بھائی کی لاش چھپانے کی (تدبیر نکال) سکتا؟ (اس کے بعد وہ اپنے کیے پر بہت پچھتایا اور) یوں وہ پشیمان ہونے والوں میں سے ہو گیا۔

(**نوٹ**: یہ آیت انسانوں کے لئے تنبیہ ہے کہ حسد اور غصے پر جس قدر قابو پالیا جائے بہتر ہے کیونکہ یہ انسانوں سے ایسا جرم کروا دیتے ہیں جس سے تمام عمر پشیمانی اور پچھتاوے میں گزر جاتی ہے۔ مگر اِن پر قابو پانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ بجائے دوسروں سے حسد کرنے کے اور غصے کی حالت میں آنے کے براہِ راست اللہ سے دُعا کا سہارا لیا جائے اور اپنے معاملات وحالات کے

معانقة 5 وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لئے اللہ پر پورا پورا بھروسہ رکھا جائے۔ بہرحال، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں بھائی اس اٰدم کے بیٹے تھے جونوحؑ سے پہلے تھے نا ں کہ اس اٰدم کے جسے جنت سے نکالا گیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان دو بیٹوں سے مرادنسلِ آدم کے دوافراد یا بھائی ہیں)۔

مِنۡ اَجۡلِ ذٰلِكَ ۛۚ كَتَبۡنَا عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَمَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡيَا النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا بِالۡبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ فِى الۡاَرۡضِ لَمُسۡرِفُوۡنَ ﴿۳۲﴾

32-اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر (نازل کی گئی کتاب میں حکم) لکھ دیا کہ جس نے کسی ایک انسان کوکسی انسان کے (بدلے کے) بغیرقتل کیا (یعنی سوائے اس کے کہ وہ قتل کرنا قتلِ ناحق کے بدلے میں سزائے موت کے طور پر ہو) یا زمین میں (اس کے) فساد کے بغیرقتل کیا (یعنی جو بے گناہ ہے اور وہ فسادی بھی نہیں پھر بھی اسے قتل کیا گیا) تو گویا اس نے ساری نوعِ انسان کوقتل کر دیا۔ اور (اسی طرح) جس نے کسی ایک انسان کو زندہ بچالیا تو گویا اُس نے ساری نوعِ انسان کوزندہ بچالیا۔ اور اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ ان کے پاس ہمارے رسول واضح (احکام) ودلائل لے کر آتے رہے لیکن اس کے باوجود ان میں اکثر لوگ پھر بھی زمین میں اللہ کی طے کردہ حدوں کوتوڑنے اور زیادتی کرنے والے ہی رہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيۡنَ يُحَارِبُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَسۡعَوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ يُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ يُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَاَرۡجُلُهُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ يُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمۡ خِزۡىٌ فِى الدُّنۡيَا وَلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۙ ﴿۳۳﴾

33-(یادرکھوکہ) اس میں بھی کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ جولوگ اللہ اوراس کے رسول سے لڑتے ہیں یعنی جولوگ اللہ کے نازل کردہ احکام وقوانین جنہیں رسولؐ نے عملی شکل دی کہ خلاف لڑتے ہیں اور زمین میں اس لئے تگ ودوکرتے پھرتے ہیں کہ امن واطمینان تباہ کر کے زندگی کے حسن وتوازن کو بگاڑ دیں تو ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا پھانسی چڑھا دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا زمین سے دُور کر دیے جائیں (یعنی ملک بدر کر دیے جائیں)۔ یہ تو ان کے لئے دنیا میں ذلت ورسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بھی عذابِ عظیم ہے۔

(**نوٹ**: 4/83 کے مطابق جنگ یا امن کے معاملات کے فیصلے جن میں قوانین، پالیسیاں، منصوبے یا جزاوسزاوغیرہ بھی شامل ہیں ملک میں مرکزی اختیار رکھنے والوں کے نظام کے مطابق کئے جاتے ہیں نہ کہ عام لوگ ازخود ایسے فیصلے کرنا شروع کر دیں)۔

ع 5/8/9 اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٤﴾ ع

34- لیکن (ان کے برعکس) وہ لوگ جو از خود باز آجائیں اِس سے پہلے کہ تم اُن پر قابو پالو (تو اس حقیقت کو فراموش نہ کرو اور) پھر جان رکھو کہ یقیناً اللہ (وہ ہے جو توبہ کرنے والوں کو) اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جاتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣٥﴾

35- (لہٰذا) اے اہلِ ایمان! تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کیے رکھو اور اُس کی طرف وسیلہ تلاش کرو (یعنی اپنی خوشی ورغبت سے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے وہ ذرائع طلب کرو اور تلاش کرو جن کا حکم اللہ نے دے رکھا ہے نہ کہ وہ ذرائع استعمال کرو جن سے اللہ نے منع کر رکھا ہے) اور اس کی راہ میں یعنی اُس کے نازل کردہ انسانیت کے پیمانوں یعنی انسانیت کی قدروں کے نظام کو نافذ کرنے کے لئے جدوجہد کرو تاکہ تم کامیاب نتائج حاصل کرسکو۔

(نــوٹ: لفظ وسیلہ کا مادہ (و س ل) ہے۔ اس کے بنیادی مطالب ہیں: کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنا۔ ہر وہ چیز جس کے ذریعے کسی دوسرے سے قرب حاصل کیا جائے۔ مقام ومرتبہ وغیرہ۔ اس آیت میں اللہ کے لئے وسیلہ یعنی اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے جو ذرائع ہیں ان کے بارے میں قرآن میں جا بجا آگاہی دی گئی ہے جیسے کہ: حقیقی ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنا، سنورنے سنوارنے کی جدوجہد کرنا، زمین میں حسن وتوازن قائم کرنے کی تگ ودو کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اِسی آیت کے آخر میں اللہ نے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے یعنی اللہ کی نازل کردہ مستقل قدریں جیسے انصاف۔ آزادی۔ امن۔ خوشحالی۔ انسانی احترام وغیرہ، جسے اللہ کی راہ کہا جاتا ہے کو اختیار کرنے اور قائم کرنے کے لئے جدوجہد کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ زندگی کی فلاح حاصل ہو سکے یعنی کامیاب نتائج حاصل ہو سکیں اور یہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ بھی ہے)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٣٦﴾

36- (لیکن اگر تم نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے رہو گے تو پھر) اس میں کوئی شک وشبہ نہ رکھنا کہ جو لوگ کفر کرتے رہے، اگر ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو روئے زمین میں ہے بلکہ اس کے ساتھ اِتنا اور بھی ہو اور وہ قیامت کے دن عذاب (سے بچنے کے لئے) اُسے فدیہ میں دے دیں تو اُن سے قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لئے عذاب الیم ہے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۘ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٧﴾

37- تب وہ چاہیں گے کہ دوزخ کی آگ سے نکل بھاگیں مگر نہ نکل سکیں گے کیونکہ اُن پر ایسا عذاب طاری ہوگا جو قائم رہنے والا ہوگا۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾

38- اور (قوم میں فساد اور کفر ایک اور بڑے فتنے کو پیدا کرتے ہیں جو چوری ہے اس سے انسانوں کا امن وسکون جاتا رہتا ہے۔ لہٰذا) چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ قطع کرو اس عمل کی پاداش میں جو انہوں نے کمایا ہے۔ (یہ اُس کے نتیجے میں) اللہ کی جانب سے اُنہیں سختی سے مکمل طور پر روک دینے کے لئے سزا ہے۔ اور (یاد رکھو کہ) اللہ لامحدود غلبے کا مالک ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والا ہے (تا کہ انسانی زندگی میں اطمینان قائم رہے)۔

(**نوٹ:** قطع۔ اس کا مادہ (ق ط ع) ہے۔ بُنیادی طور پر اِس لفظ کے مطالب ہیں: روک دینا، کاٹ کر الگ کر دینا، زخمی کرنا وغیرہ۔ چوری کی سزا کے لئے اِسی آیت 5/38 میں قطع ید استعمال ہوا ہے۔ عام طور پر عام مفسرین اِس کا مطلب ''ہاتھ کاٹ کر الگ کر دینا'' لیتے ہیں۔ لیکن مفسرین کا دوسرا گروہ اِس سے اتفاق نہیں کرتا کیونکہ وہ قرآن سے ہی اس کی سورۃ یُوسف کی آیت 12 سے دلیل لیتا ہے جس میں قطع ید کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اِس آیت میں یہ مطالب نہیں ہیں کہ حُسنِ یُوسف سے متاثر ہو کر عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ کر الگ کر کے پرے پھینک دیے بلکہ وہاں پر مطالب یوں ہیں کہ ''اُن کے ہاتھ کام کرنے سے رُک گئے یا انہوں نے اپنے ہاتھ زخمی کر لیے''۔ لہٰذا قرآن کی اِسی آیت کے مطالب کے پیشِ نظر آیت 5/38 میں چوری کی سزا کا مطلب یوں بنتا ہے کہ ''چوری کی سزا (کے لئے ریاست حالات و واقعات اور نوعیت کو بھی مدِ نظر رکھتے ہوئے ایسے قوانین و طریقے وضع کرے جن کی بنیاد پر) اُن کے ہاتھ چوری سے رُک جائیں، کیونکہ اس سے آگے ہے بما کسبا نکالاً من اللہ، اِس میں لفظ نکالاً کا مادہ ہے (ن ک ل)۔ اور اس کے بنیادی مطالب ہیں عبرت ناک سزا، مضبوط بھاری سخت بیڑی، ایک سخت قسم کی لگام یا لگام کا لوہا۔ اور اس سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ کسی کو کوئی کام کرنے سے سختی سے مکمل طور پر روک دینا جیسے گھوڑے کو لگام کے ذریعے اُس کے قدموں پر روک دیا جاتا ہے تا کہ وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ اور چوری کی سزا کے حوالے سے مطلب یوں بنتا ہے کہ ''جو کچھ انہوں نے کیا اُس کے نتیجے میں اللہ کی جانب سے انہیں سختی سے مکمل طور پر روک دینا ہے (تا کہ وہ آئندہ قطعئی طور پر چوری کرنے سے باز رہیں)۔ کیونکہ اِس سے اگلی آیت 5/39 میں ہے کہ جو شخص اپنے ظلم یعنی چوری کے جُرم کے بعد توبہ اور اصلاح کر لے تو بلاشبہ اللہ اُس پر رحمت کے ساتھ رجوع فرمانے والا ہے'' چنانچہ اگر قطع ید کا مطلب چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹ کر پرے پھینک دینا لیا جائے تو آیت 5/39 کے مطابق اُس کے لئے توبہ اور اصلاح کی اہمیت بہت کم رہ جاتی ہے۔ لہٰذا، ہاتھ کو چوری سے روک دینے والا مطلب سیاق وسباق کے زیادہ قریب محسوس ہوتا ہے)۔

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾

39- لیکن اگر کوئی شخص اپنے ظلم کے بعد (یعنی ارتکابِ جرم کے بعد) باز آ جائے اور اپنے آپ کو سنوار لے تو یہ حقیقت ہے کہ اللہ کی نظرِ عنایت پھر اس پر مائل ہو جائے گی کیونکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ (توبہ کرنے والوں کو) اپنی حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۴۰﴾

40- (مجرموں کے لئے سزاؤں کا تعین کر کے اللہ اپنی اطاعت و اختیار کی دھاک نہیں بٹھانا چاہتا، اس کا اصل مقصد تو انسانوں کو سنوارنا ہے تاکہ وہ حسین تر اور اطمینان بخش حالت میں داخل ہو جائیں۔ ورنہ) کیا تم جانتے نہیں ہو کہ آسمانوں اور زمین کی حکمرانی اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ جسے مناسب سمجھتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس کے لئے مناسب سمجھتا ہے اسے اپنی حفاظت فراہم کر دیتا ہے کیونکہ اللہ نے ہر چیز پر مناسبت و توازن کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوۡلُ لَا يَحۡزُنۡكَ الَّذِيۡنَ يُسَارِعُوۡنَ فِى الۡكُفۡرِ مِنَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَلَمۡ تُؤۡمِنۡ قُلُوۡبُهُمۡ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا ۛۚ سَمّٰعُوۡنَ لِلۡكَذِبِ سَمّٰعُوۡنَ لِقَوۡمٍ اٰخَرِيۡنَ ۙ لَمۡ يَاۡتُوۡكَ ؕ يُحَرِّفُوۡنَ الۡكَلِمَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوۡلُوۡنَ اِنۡ اُوۡتِيۡتُمۡ هٰذَا فَخُذُوۡهُ وَاِنۡ لَّمۡ تُؤۡتَوۡهُ فَاحۡذَرُوۡا ؕ وَمَنۡ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتۡنَتَهٗ فَلَنۡ تَمۡلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـئًا ؕ اُولٰۤـئِكَ الَّذِيۡنَ لَمۡ يُرِدِ اللّٰهُ اَنۡ يُّطَهِّرَ قُلُوۡبَهُمۡ ؕ لَهُمۡ فِى الدُّنۡيَا خِزۡىٌ ۖۚ وَّلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۴۱﴾

الوقف علی الاول اجوز 12 ع 3

41- (ان احکام کو جاننے کے بعد اب واپس منافقین اور یہودیوں کی تخریبی ذہنیت پر غور کرو کہ) اے رسول! تم اُن لوگوں کے لئے غمگین نہ ہوا کرو جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کا انکار کرنے میں جلدی کرتے ہیں، چاہے ان میں وہ لوگ ہوں جو زبانی تو یہ کہتے ہیں، کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے ہوتے۔ اور ان میں جو یہودی ہیں وہ جھوٹی باتیں بنانے کے لئے تمہیں اچھی طرح سنتے ہیں (لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ جاسوسی کرنے کے لئے) دوسرے لوگوں کی خاطر سن رہے ہوتے ہیں تاکہ جو لوگ تمہارے پاس نہیں آئے (ان کے پاس جا کر تمہاری) باتوں کو ان کے موقع محل سے بدلنے کے بعد پیش کریں۔ (اور انہیں جا کر) کہتے ہیں کہ اگر تمہیں ایسا (حکم جو تمہاری پسند کا ہو) دیا جائے تو اسے اختیار کر لو اور اگر تمہیں ایسا (حکم جو تمہاری پسند کا ہو) نہ دیا جائے تو اس سے احتراز کرو۔ لیکن (یاد رکھو کہ) اللہ جسے سخت آزمائش میں ڈالنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو تم اس کے لئے اللہ (کا ارادہ روکنے) کا ہرگز کوئی

اختیار نہیں رکھتے۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے قلوب کو اللہ نے پاک وصاف کرنے کا ارادہ نہیں کیا (کیونکہ 4/115 کے مطابق اللہ بُرائی کرنے والوں کا رخ اسی طرف پھیرے رکھتا ہے جس طرف وہ ارادتاً عمل کر رہے ہوتے ہیں)۔ ان کے لئے (یعنی اللہ کے احکام سے سرکشی کرنے والوں کے لئے) دنیا میں بھی ذلت ورسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بھی عذابِ عظیم ہے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۴۲

42-(یہ باتوں کا ردوبدل کرنے والے صرف اِسی کے مجرم نہیں بلکہ یہ لوگ) جھوٹ کو سن کر (اس میں سچ کی ملاوٹ کر کے غلط بیانی کرنے والے ہیں۔ اور) بڑے حرام کھانے والے ہیں۔ چنانچہ اگر وہ تمہارے پاس (اپنے مقدمات لے کر آئیں تو تمہیں اختیار ہے کہ) تم ان کے درمیان فیصلہ کر دو یا ان سے منہ پھیر لو۔ اور اگر تم ان سے منہ پھیر لو تو وہ ہرگز تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اور اگر تم فیصلہ کرو تو ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرو کیونکہ اِس میں کوئی شک وشبہ نہ رکھنا کہ اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو انصاف کرنے والے ہوتے ہیں۔

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۳ ع 6/9/10

43-اور جب ان کے پاس تورات موجود ہے (جس کے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ) اس میں اللہ کے احکام درج ہیں (تو پھر اسے چھوڑ کر اپنے مقدمات کے فیصلے کے لئے) کیونکر تمہیں حاکم مانتے ہیں۔ (اور جب فیصلہ کر دیا جاتا ہے تو) پھر یہ اُس کے بعد روگردانی کرتے ہیں۔ اور (بات بالکل صاف ہے کہ) یہ لوگ نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے والے ہی نہیں۔

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۴۴

44-حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور نور تھا (یعنی تورات زندگی کی ایسی روشن راہ کے لئے رہنمائی دیتی تھی جو انسان کو اطمینان بھری منزل تک لے جانے والی تھی)۔ اور اس کے ذریعے ہمارے انبیاء یہودیوں کو حکم دیتے رہے (اور ان کے فیصلے کرتے رہے) کیونکہ وہ (یعنی انبیاء) اللہ کے فرماں بردار تھے۔ اور ان کے

علماء اور رب والے (یعنی رب کے نشو ونما والے قوانین کی آگاہی وعلم رکھنے والے بھی اُسی تورات کے مطابق حکم دیتے اور فیصلے کیا کرتے تھے) کیونکہ وہ اللہ کی کتاب کے محافظ بنائے گئے تھے۔(اس لئے ان یہودیوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ تمام معاملات کے فیصلے اُنہی احکام کے مطابق کرو) اور تم، لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اور میرے احکام وقوانین کو ذرا ذرا سے معاوضے لے کر بیچنا چھوڑ دو (یعنی قیمت لے کر مفادات کے مطابق فیصلے کے لئے تورات کی آیات کو ذریعہ نہ بناؤ)۔ اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو یہی وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں۔

(**نوٹ**: اس آیت کے مطابق علماء اور ربّٰنیُون یعنی رب کے احکام پر پورا پورا عمل کرنے والے اور اللہ کے نشو ونما دینے والے قوانین کا علم رکھنے والے، یہ نہ صرف نازل کردہ کتاب کے مطابق زندگی گزارنے اور فیصلے کرنے کے پابند ہیں بلکہ ان پر ذمہ داری ہے کہ وہ کتاب کی سچائیوں میں اپنی مرضی کی خواہشات کی ملاوٹ نہ کریں کیونکہ وہ اس کے محافظ ہیں۔ اس آیت میں دوسری حقیقت یہ ہے کہ حکم کرنے والا یا فیصلہ کرنے والا یا حکومت کرنے والا صرف نازل کردہ حکم کے مطابق ہی فیصلے کر سکتا ہے ورنہ اس آیت کے مطابق اس کا شمار کافروں میں ہوگا)۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٤٥﴾

45- اور ہم نے اُس میں اُن پر فرض کر دیا تھا (یعنی تورات میں یہودیوں پر فرض کر دیا تھا کہ) جان کے بدلے جان (یعنی مقتول کے بدل میں اسی قاتل کو سزائے موت)۔ آنکھ کا بدلہ آنکھ۔ ناک کے بدلے ناک اور کان کے عوض کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے لئے (برابر) کا بدلہ۔ لیکن اگر دعویٰ کرنے والا، مجرم کو خود معاف کر دے تو یہ چیز مجرم کی سزا کا کفارا ہو جائے گی (یعنی پھر اس مجرم کو سزا نہیں دی جائے گی)۔ اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو پھر یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ ۖ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٦﴾

46- اور ہم نے ان (انبیاء) سابقہ کے نقوشِ قدم پر عیسیٰ ابنِ مریم کو بھیجا۔ (اُس کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ) جو کچھ تورات میں تھا اسے سچ ثابت کر دکھائے۔ چنانچہ ہم نے اسے انجیل عطا کی (کیونکہ تورات اپنی اصلی حالت کھو چکی تھی۔ اور تورات کی طرح انجیل بھی نازل کردہ کتاب تھی) جس میں ہدایت اور نور تھا (یعنی انجیل ایسی روشن راہ کے لئے رہنمائی فراہم کرتی تھی جو اطمنان بھری منزل تک لے جانے والی تھی)۔ اور یہ (انجیل بھی) اپنے سے پہلے تورات (کی تعلیم کو)

سچا ثابت کر دکھانے والی تھی۔ اور جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین اختیار کیے رکھتے تھے یہ اُن لوگوں کے لئے ہدایت اور سبق آموز تعلیم فراہم کرنے والی تھی۔

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۭ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

47-اور (ہم نے کہہ دیا تھا) اہلِ انجیل سے (کہ وہ اپنے معاملات) کا فیصلہ اس کے مطابق کرتے رہیں جو اللہ نے اس میں نازل کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اس کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے جو اللہ نے نازل کر رکھا ہے تو یہی وہ لوگ ہیں جو فاسق ہیں یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو نشو و نما دینے والی حفاظتوں سے نکل کر بے اطمینانی اور خرابی پیدا کرنے والا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ عَمَّا جَاۗءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝

48-اور (اے محمدؐ! اب) ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جو سچائیوں سے لبریز ہے اور جو اپنے سے پہلے نازل کردہ کتاب (کی تعلیم کو) سچا ثابت کر دکھانے والی ہے اور اُس پر نگہبان ہے (کیونکہ وہ ساری سچائیاں اور احکام و قوانین بھی اِس میں شامل ہیں)۔ لہٰذا، جو (احکام و قوانین) اللہ نے تم پر نازل کیے ہیں، ان کے درمیان، ان کے مطابق فیصلہ کریں۔ اور وہ سچائیاں جو تمہاری طرف آ چکی ہیں، انہیں چھوڑ کر، ان کی (یعنی مخالفین کی) خواہشات کی پیروی (میں ان کے فیصلے) نہ کرنا۔ اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے شریعت (یعنی نازل کردہ احکام و قوانین کے مطابق عمل کرنے کے طریقے وسلیقے) اور کشادہ راہِ عمل بنا دی ہے۔ اور اگر اللہ مناسب سمجھتا تو تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ تمہیں ان (احکام و قوانین) میں آزمانا چاہتا ہے جو اس نے تمہیں دیے ہیں۔ لہٰذا، تم خیرات کے مقابلہ میں آگے نکل جاؤ یعنی انسانوں کے لئے آسانیاں، خوشگواریاں، اور سرفرازیاں پیدا کرنے والے مقابلے میں دوسروں سے آگے نکل جاؤ (یہ ہے وہ مقابلہ جس کی وجہ سے شریعت اور راہِ عمل مقرر کی گئی ہے۔ یاد رکھو کہ) تم سب واپس اللہ ہی کی طرف چلے جا رہے ہو اور تب وہ تمہیں اُن سب اختلافات کے بارے میں آگاہ کر دے گا (جنہیں تم ہٹ دھرمی اور تعصبات کی بناء پر کرتے رہتے ہو)۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

49-اور (اے محمدؐ) اللہ کے نازل کردہ (احکام وقوانین) کے مطابق تم اُن کے درمیان فیصلے کیا کرو اور اُن کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا اور تم اُن سے بچتے رہو۔ کہیں وہ تمہیں اُن بعض (احکام وقوانین) سے جو اللہ نے تمہاری طرف نازل کیے ہیں پھیر نہ دیں۔ پھر اگر وہ (تمہارے کیے گئے فیصلے سے) روگردانی کریں تو تم جان لو کہ بس اللہ اُن کے بعض گناہوں کے باعث انہیں سزا دینا چاہتا ہے۔ اور اگر تم تحقیق کرو تو اِسی نتیجے پر پہنچو گے کہ انسانوں میں اکثر ایسے ہوتے ہیں جو نشوونما دینے والی حفاظتوں سے نکل کر بے اطمینانی اور خرابی پیدا کرنے والے راستے اختیار کرتے ہیں (فاسقون)۔

ع 7 7 11

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

50-چنانچہ (اگر یہ لوگ سچائیوں پر مبنی فیصلے تسلیم نہیں کرتے) تو کیا یہ لوگ زمانہء جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں؟ اور جو قوم یقین کی مالک ہے اس کے لئے اللہ سے زیادہ حسین فیصلہ کون کرسکتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾

وقف لازم وقف منزل عندالمعص وقف غفران

51-(بہرحال، یہودیوں اور عیسائیوں کی سرکشیوں اور سازشوں کی حقیقت بیان کر دی گئی ہے۔ اس لئے) اے اہلِ ایمان! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا ولی یعنی اپنا سرپرست مت بناؤ (کیونکہ اُن کے مقصدِ زندگی میں اور تمہارے مقصدِ زندگی میں بنیادی فرق ہے)۔ یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کے سرپرست ہیں۔ اور اگر تم میں سے کوئی اُن کو اپنا سرپرست بناتا ہے تو یقیناً اس کا شمار پھر انہی میں سے ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ ایسی ظالم قوم کو یعنی ایسی قوم کو جو دوسروں کے حقوق سے انکار کرکے اُن پر جبروتشدد وقتل وغارت گری اور زیادتی وبے انصافی کرنے والی ہو اسے ایسی رہنمائی فراہم نہیں کرتا جو اطمنان بھری منزل تک جانے والی ہو۔

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِىْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

52-لہٰذا جن لوگوں کے دلوں میں (منافقت کا) مرض ہے، (تو اُن کو) تم دیکھو گے کہ وہ (ان یہودیوں اور عیسائیوں کی سرپرستی حاصل کرنے کے لئے کس طرح) اُن میں دوڑتے جاتے ہیں۔ (اور اس کی وجہ بتاتے ہوئے) کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ ہم کسی (مصیبت کے) چکر میں نہ پھنس جائیں (اور اُن کی سرپرستی سے ہمیں اُس گردش سے

نجات مل سکتی ہے)۔لیکن وہ وقت دُور نہیں کہ اللہ (تمہیں ایک فیصلہ کن) فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی اور حکم لاگو کردے تو یہ لوگ جس (منافقت) کو اپنی ذات میں چھپائے ہوئے ہیں (اس کی وجہ سے) شرمندہ ہو کر رہ جائیں گے۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ۭ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

الثلثۃ

53-اور (پھر اُس وقت) اہلِ ایمان یہ کہیں گے! کیا یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی سخت قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں؟ مگر اِن (منافقین) کی تمام کوششیں غارت ہو جائیں گی اور وہ خسارا اٹھانے والوں میں ہو جائیں گے (کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو قریب آئی ہوئی کامیابی کو اپنی منافقت کی وجہ سے نقصان میں بدل لیتے ہیں)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَاۗىِٕمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾

54-اے اہلِ ایمان! تم میں سے جو لوگ اپنے نازل کردہ نظامِ زندگی سے پھر جائیں گے تو وہ وقت دور نہیں جب (ان کی جگہ) اللہ ایسی قوم لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور وہ اُس سے محبت کرنے والے ہوں گے۔ وہ مومنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہوں گے۔ اور وہ اللہ کی راہ میں یعنی اللہ کی نازل کردہ مستقل اقدار کے قیام واستحکام کے لئے جہاد کرنے والے ہوں گے۔ وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف زدہ ہونے والے نہیں ہوں گے۔ (یہ ہیں وہ صفات جن کی وجہ سے) اللہ فضیلتیں عطا کرتا ہے۔ وہ جسے مناسب سمجھتا ہے (یہ فضیلتیں) عطا کرتا ہے کیونکہ اللہ لامحدود وسعت اور لامحدود علم والا ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

55-(اور اے اہلِ ایمان! یاد رکھو کہ) اس میں کوئی شک وشبہ نہ رکھنا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی تمہارے ولی ہیں۔ اور (تمہارے سرپرست) ایسے اہلِ ایمان ہیں جو نظامِ صلوٰۃ کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے نظام (کے قیام کے لئے جدوجہد کرنے والے ہیں اور اللہ کے احکام وقوانین کے سامنے) جھکے رہتے ہیں۔

ع 8 6 12

وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ ع

56-اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور اہلِ ایمان کو اپنا سرپرست بنائے رکھے گا (تو وہ جان لے کہ وہ اللہ کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ اور یاد رکھو کہ) پھر اللہ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

57-اے اہلِ ایمان! جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان میں ایسے لوگوں کو (اپنا راز دار) مت بناؤ جنہوں نے تمہارے دین (یعنی تمہارے نازل کردہ نظامِ زندگی) کو مذاق سمجھ رکھا ہے اور اُس کی ہنسی اڑاتے ہیں اور کافروں کو اپنا سرپرست مت بناؤ۔ اور اگر تم واقعی ایمان رکھنے والے ہو تو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کے مطابق زندگی گزارو۔

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

58-اور (اُن کی ذہنیت کا یہ حال ہے کہ لوگوں کو اللہ کی پرستش کی خاطر) جب تم نماز کے لئے پکارتے ہو تو یہ اُسے ہنسی اور کھیل بنا لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عقل وبصیرت سے کام نہیں لیتے (حالانکہ اگر وہ عقل سے کام لیتے تو اُن کے لئے اِس حقیقت کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں تھا کہ نماز کا اجتماع نوعِ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے ہے کیونکہ اس کا مقصد ہی نیکیاں کرنا اور بُرائیوں سے بچنا ہے 29/45۔ اس کا مذاق اڑانا تو خود اپنا مذاق اڑانا ہے)۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾

59-ان اہلِ کتاب سے کہو کہ تم ہم سے جس بات پر بگڑتے ہو وہ اس کے سوا کیا ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور ہم (اس ضابطہء حیات کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں) جسے اللہ نے ہماری طرف نازل کیا ہے۔ اور اُن کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو پہلے نازل کی جا چکی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تمہارے اکثر (لوگ) ایسے ہیں جو نشو و نما دینے والی حفاظتوں سے نکل کر بے اطمینانی اور خرابی پیدا کرنے والی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾

60-(بہر حال! دین کا مذاق اڑانے سے دین کا کچھ نہیں بگڑتا البتہ مذاق اڑانے والے بُرے سے بُرے انجام سے دوچار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے اے رسولؐ) اِن سے کہو! کہ کیا میں تمہیں ایسے لوگوں کے بارے میں آگاہی دوں جن کا انجام اللہ کے نزدیک اور بھی بُرا ہوا۔ (اور یہ وہ لوگ ہیں جنہیں نافرمانیوں کی بناء پر) اللہ نے اپنی محبت سے دور کر رکھا تھا۔ اور اُن پر غضبناک ہونے کی وجہ سے اس نے ان میں سے بندر اور سؤر بنا دیے۔ اور (یہ ایسے لوگ تھے)

جنہوں نے ان کی اطاعت اختیار کر لی جنہوں نے اللہ کے احکام سے بغاوت کر کے اپنے احکام لاگو کر رکھے تھے۔ یہ لوگ اور بھی بدتر مقام پر ہیں اور سوآءِ السبیل سے بھٹکے ہوئے ہیں یعنی انہوں نے اُس مرکزی روشن راہ کا پیمانہ ہی گم کر دیا ہوا ہے جس کے مطابق انسان اپنی صلاحیتوں اور خواہشات کے تقاضوں کو ٹیڑھے اور غلط راستوں سے بچاتے ہوئے توازن میں لا کر درست کر سکتا ہے۔

وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿٦١﴾

61-اور (اِس ذہنیت کی وجہ سے اُن کی اب تک حالت یہ ہے کہ) جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ پر چل پڑے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ (تمہاری مجلس میں) کفر کے ساتھ ہی داخل ہوتے ہیں اور اُسی (کفر) کے ساتھ ہی نکل جاتے ہیں۔ اور اللہ کو تو اس (ساری حقیقت کا) علم ہوتا ہے جسے یہ چھپائے پھرتے ہیں۔

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾

62-اور تم اُن میں سے اکثر کو دیکھو گے کہ وہ جُرم و سرکشی اور حرام خوری میں بڑے تیز ہوتے ہیں۔ (ذرا غور سے سوچو کہ دن رات) وہ جو کچھ کر رہے ہوتے ہیں تو وہ یقیناً کس قدر بُرا ہوتا ہے۔

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾

63-(اور اِس پر تماشا یہ ہے کہ) ربانی (یعنی جو اپنے آپ کو رب والے کہتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے نشو و نما دینے والے قوانین کی آگاہی رکھتے ہیں) اور مشائخ بھی اُنہیں گناہوں اور حرام خوری کی باتوں سے کیوں منع نہیں کرتے؟ لہٰذا، حقیقت یہ ہے کہ (گناہوں کے خلاف آواز بلند نہ کر کے) وہ جو صنعت کاری کرتے ہیں وہ بہت بُری ہے (یعنی اُن کے اِن روّیوں سے جو ماحول تیار ہوتا رہتا ہے وہ بہت بُرا ہوتا ہے)۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾

64-اور (جب اہلِ ایمان کو کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نظامِ زندگی کے قیام و استحکام کے لئے مال و دولت خرچ کرو تو مخالفین اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ذرا اِن کے اللہ کو دیکھو جو اِن سے کہتا ہے کہ نازل کردہ نظامِ زندگی کے لئے خرچ

کرو، یہ اللہ کو قرض دینا ہوگا) اور یہودی کہتے ہیں! کہ (کیا) اللہ کے ہاتھ بندے ہوئے ہیں (جو انسانوں سے خرچ کرنے کو کہتا ہے)۔ حالانکہ ہاتھ تو اِن کے بندھے ہوئے ہیں (جو اس قدر بخیل ہیں کہ انسانیت کی فلاح کے کاموں میں خرچ نہیں کرتے اور کرتے بھی ہیں تو زیادہ مفادات حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں)۔ بہرحال! جو کچھ یہ کہتے ہیں اس کے باعث اللہ نے انہیں اپنی محبت سے دور کر دیا ہے۔ (اور اُن سے کہو کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ دونوں کھلے ہیں (کیونکہ وہ تمہارے سمیت سارے جہانوں کی نشوونما کر رہا ہے۔ لیکن آگے یہ تمہاری آزمائش ہے کہ تم حقیقی ضرورت مندوں کے لئے اپنے ہاتھ کھولتے ہو یا نہیں، 20/131، 2/177، 2/3)۔ اور وہ جس طرح مناسب سمجھتا ہے (اپنی عنایات کو) کھول دیتا ہے۔ اور (اے رسولؐ جو نظامِ زندگی) تمہارے نشوونما دینے والے کی طرف سے تمہاری جانب نازل کیا گیا ہے، وہ یقیناً اُن میں سے اکثر کو سرکشی اور کفر میں اور بڑھا دے گا (کیونکہ وہ انسان کے ذاتی مفادات کو ختم کرنے والا ہے)۔ اور ہم نے ان کے درمیان روزِ قیامت تک عداوت اور بغض ڈال دیا ہے (کیونکہ انہوں نے یہی راہ اختیار کی اور ہم انہیں ان کی ہی راہ پر چلائے رکھیں گے 4/115)۔ جب بھی یہ لوگ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اُسے بجھا دیتا ہے۔ اور یہ زمین میں امن واطمینان تباہ کر کے زندگی کے حسن وتوازن کو بگاڑتے رہتے ہیں اور اللہ فساد برپا کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

(نوٹ: آیت میں ہاتھوں کا بندھا ہونا محاورے کے طور پر استعمال ہوا ہے ورنہ اللہ کے انسانوں کی طرح ہاتھ نہیں ہیں۔ اس سے مراد اس کی عنایات ہی عنایات ہیں جس میں وہ اپنے قوانین اور حکمت کے مطابق انسانوں کے لئے کمی یا زیادتی کرتا رہتا ہے)۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٦٥﴾

65- اور اگر اہلِ کتاب ایمان لے آتے اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کر لیتے تو ہم اُن سے اُن کے سارے گناہ مٹا دیتے اور انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرتے جن میں نعمتیں ہی نعمتیں ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٦﴾ ع 9/10/13

66- اور اگر وہ لوگ تورات اور انجیل اور جو کچھ ان کی طرف ان کے نشوونما دینے والے کی جانب سے نازل ہوا کو قائم کر دیتے تو ان کے لئے ان کے پاؤں کے نیچے سے (یعنی زمین کے نیچے) اور اوپر سے (یعنی ہر مقام سے) رزق (کے چشمے ابلتے چلے آتے اور رزق ختم نہ ہوتا)۔ بہرحال! اُن میں سوائے چند کے جو زندگی کی درست ومتوازن راہ پر چل

رہے ہیں (باقی) ان میں سے اکثریت تو ایسے عمل کرتی جا رہی ہے جو بہت بُرے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۶۷﴾

67-اے رسول! تمہارے نشوونما دینے والے کی طرف سے جو کچھ تمہاری جانب نازل کیا گیا ہے (اسے نوعِ انسان کی طرف) پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یہ فریضہء رسالت کی عدم ادائیگی ہوگی۔ (اور اس سلسلے میں تم مخالفین کی مخالفت کی قطعاً پروانہ کرو)۔ اللہ انسانوں (کی شرانگیزیوں سے) تمہاری حفاظت کرنے والا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اللہ کافروں کی قوم کو وہ راہ نہیں دکھاتا جو اطمینان بھری منزل کو جاتی ہے (کیونکہ انہوں نے انکار و سرکشی کی جو راہ اختیار کی ہوتی ہے اللہ انہیں اُسی کی طرف چلائے رکھتا ہے 4/115)۔

قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَسۡتُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ حَتّٰی تُقِیۡمُوا التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ وَلَیَزِیۡدَنَّ كَثِیۡرًا مِّنۡهُمۡ مَّاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ طُغۡیَانًا وَّكُفۡرًا ۚ فَلَا تَاۡسَ عَلَی الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۶۸﴾

68-(اس لئے) اہلِ کتاب سے کہو! کہ ابھی تم کسی چیز کی (درست راہ پر نہیں ہو) جب تک کہ تم تورات اور انجیل اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے نشوونما دینے والے کی جانب سے نازل کیا گیا ہے ان سب کو قائم نہیں کر لیتے۔ اور (یہ احکام جو اے رسولؐ!) تم پر نازل کیے گئے ہیں، یہ اُن میں سے اکثر کی سرکشی اور کُفر میں اضافہ کر دیں گے (کیونکہ یہ انسان کے ذاتی مفادات کو اللہ کے قوانین کے ماتحت کرنے والے ہیں)۔ لہٰذا تم کافروں کی قوم پر یعنی ان لوگوں پر جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی ہے (اُن کی تباہی و بربادی والے انجام کو محسوس کر کے) غمگین نہ ہوا کرو۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ هَادُوۡا وَالصّٰبِـُٔوۡنَ وَالنَّصٰرٰی مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۹﴾

69-حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ جو مومن ہیں اور یہودی اور صابی یعنی جو ایک دین سے نکل کر دوسرے دین میں شامل ہونے والے ہیں اور عیسائی، جو بھی اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لائے اور سنور نے سنوارنے کے کام کرتا رہے تو نہ اسے کسی خوف اور نہ کسی غم کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(**نوٹ**: اس آیت میں کسی بھی شخص کو خوف اور غم سے نجات پانے کے لئے جن شرائط کا پابند کیا گیا ہے اس میں پہلی شرط اللہ پر ایمان ہے یعنی نہ صرف یہ کہ اللہ ایک ہے بلکہ یہ کہ اللہ کے احکام وقوانین کی سچائی کو تسلیم کر لینا ہے چنانچہ اللہ کے حکم 4/124 کے مطابق جنت میں داخل ہونے کے لئے مومن ہونا ضروری ہے یعنی اسلام میں یعنی محمدؐ پر نازل کردہ دین میں داخل ہونا ضروری

ہے)۔

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ۝

70- تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے (کہ یہی پیغام تھا جس کے بارے میں) ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے اُن کی طرف رسول بھیجے تھے۔ مگر جب بھی اُن کے پاس کوئی رسول ایسا حکم لے کر آیا جو اُن کی ذات (کے مفاد ورجحان کے خلاف ہوتا اور وہ اُسے) نہ چاہتے (تو یہ وہیں سرکشی پر اتر آتے اور اِسی وجہ سے رسولوں کی ایک) جماعت کو انہوں نے جھٹلا دیا اور ایک جماعت کو قتل کرتے رہے۔

وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝

71- اور اُنہوں نے یہ سمجھ رکھا تھا (کہ ہم جو کچھ بھی کریں گے) ہم سے کوئی باز پرس نہ ہوگی اور نہ کوئی ہمیں آزمائش کی کھٹالیوں میں ڈال سکتا ہے، لیکن (وہ رسولوں کو جھٹلانے اور اُن کے قتل اور اپنے تکبر کی وجہ سے) اندھے اور بہرے ہو کر رہ گئے (اور شدتِ جذبات میں ہوتا بھی ایسے ہی ہے)۔ مگر باز آجانے کے لئے اللہ نے ایک بار پھر ان پر (زندگی کی خوشگواریاں نازل کیں اور اُنہیں مہلت فراہم کی مگر پھر اُن کی وہی حالت ہوگئی اور نتیجہ وہی نکلا۔ اور) ایک بار پھر ان میں سے اکثر لوگ اندھے اور بہرے ہو کر رہ گئے کیونکہ اللہ تو برابر ان کے کاموں کو دیکھ رہا تھا جو وہ کر رہے تھے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

72- (بہر حال) اِس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ وہ لوگ کافر ہو گئے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔ حالانکہ مسیح نے کہا تھا! کہ اے بنی اسرائیل! تم اللہ کی پرستش واطاعت کرو جو میری بھی نشوونما کرنے والا ہے اور تمہاری نشوونما بھی کر رہا ہے۔ یقیناً جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو یقیناً اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا اور اُن کا ٹھکانہ دوزخ کی آگ ہوگا کیونکہ جو لوگ طے شدہ حقوق سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کرنے کے مجرم ہوتے ہیں تو ان کے لئے کوئی بھی مددگار نہیں ہوتا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

وقف لازم

73- یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسے لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے (یعنی یہ کہتے

ہیں کہ ہم اکیلے مسیح کو اللہ نہیں مانتے، ہم باپ، بیٹا، روح القدس تینوں کے مجموعہ کو اللہ تسلیم کرتے ہیں، اس لئے ہم اللہ کے اللہ ہونے سے انکار نہیں کرتے۔ مگر یاد رکھو کہ) اللہ یکتا ہے جس کی پرستش واطاعت کے سوا کوئی اور پرستش واطاعت کے لائق نہیں۔ اور اگر (اس کے باوجود) جو وہ کہہ رہے ہیں باز نہ آئے تو ان میں سے کافروں کو ضرور عذابِ الیم دیا جائے گا۔

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

74- کیا اس (آگاہی اور تنبیہہ کے بعد بھی اپنے باطل عقائد چھوڑ کر) یہ لوگ اللہ کی جانب واپس نہیں آنا چاہتے اور اس سے اپنے لئے حفاظت کی التجا نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ تو حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

75- (یاد رکھو کہ) مسیح ابنِ مریم اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ بس ایک رسول تھا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اُس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گذر چکے تھے۔ اُس کی ماں ایک راستباز سچی خاتون تھی۔ اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے (مسیح کے اللہ ہونے کے خلاف یہی دلیل کافی ہے)۔ غور کرو کہ ہم کس طرح احکام و قوانین کو وضاحت سے بیان کرتے جا رہے ہیں اور یہ کس طرح (اپنے انہی باطل عقائد کی طرف) پھرے جا رہے ہیں۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

76- اِن سے پوچھو! کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اُن کی پرستش واطاعت کرتے ہو جنہیں نہ تمہارے نفع کا اختیار ہے اور نہ نقصان کا۔ (اِن کے برعکس) اللہ تو وہ ہے جو سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝ ع

ع 10 11 14

77- (اے رسولؐ! اُن سے) کہو! کہ اے اہلِ کتاب تم اپنے دین میں ناجائز طور پر طے شدہ حدود سے مت تجاوز کرو اور نہ ہی ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی کیا کرو جو پہلے ہی درست راستے کو گم کر چکے ہیں اور بہت سے لوگوں کو درست راستے سے ہٹا کر غلط راستے پر ڈالنے کا موجب بنے اور خود بھی سوآءِ السبیل سے بھٹکے ہوئے ہیں، یعنی وہ اس مرکزی روشن راہ کا پیمانہ ہی گم کر چکے ہیں جس کے مطابق انسان اپنی صلاحیتوں اور خواہشات کے تقاضوں کو ٹیڑھے اور غلط

راستوں سے بچاتے ہوئے توازن میں لاکر درست کرتا ہے۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾

78-بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کُفر کیا تھا یعنی نازل کردہ سچائیوں اوراحکام وقوانین کوتسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کرلی تھی، انہیں داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان پر سے لعنت کی جاچکی ہے (یعنی انہوں نے کفر کرنے والوں کے لئے یہ التجا کی کہ، اے اللہ! تُو ان لوگوں کو اپنی محبت سے دور کردے)۔اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ (اللہ کے احکام) کے نافرمان ہو چکے تھے اور زیادتیاں کرنے لگ گئے تھے۔

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾

79-اُنہوں نے ایک دوسرے کو بُرے کاموں سے روکنا ٹوکنا ہی چھوڑ دیا ہوا تھا۔اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ وہ کام بُرے تھے جنہیں وہ کیا کرتے تھے (اور ایک دوسرے کو بُرائیوں سے منع نہ کرنے کا طرزِ عمل بُرا تھا جس سے بُرائیاں عام ہوگئیں)۔

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِى الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

80-(اِس ساری آگاہی کے باوجود) تم اُن میں سے اکثر لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ کافروں کو اپنا سرپرست بنا لیتے ہیں۔ (مگر یہ) کیا ہی بُری چیز ہے جو انہوں نے اپنے آپ کے لئے (آخرت میں) آگے بھیج رکھی ہے۔اِس وجہ سے اللہ اُن پر ناراض ہے اور وہ ہمیشہ عذاب میں ہی رہیں گے۔

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِىِّ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰـكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾

81-اور (جن کافروں کو یہ اپنا سرپرست بنائے بیٹھے ہیں) اگر یہ (واقعی) اللہ پر اور نبی پر اور اِس (قرآن) پر جو اِن کی طرف نازل کیا گیا ہے، ایمان لے آتے تو یہ اُن کو سرپرست نہ بناتے۔(اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ) اِن میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے نشوونما دینے والی حفاظتوں سے نکل کر بے اطمینانی اور خرابی پیدا کرنے والا راستہ اختیار کر رکھا ہے۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

82-(اور حقیقت یہ ہے کہ) تم یقیناً یہودیوں اور شرک کرنے والوں کو اہلِ ایمان کا شدید ترین دشمن پاؤ گے۔(اِن کے برعکس) جو لوگ اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں تو یقیناً وہ اہلِ ایمان کے ساتھ دوستی میں قریب تر ہیں۔ یہ اس لئے کہ اِن میں راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں مانگنے والے بھی ہیں اور تارک الدنیا راہب بھی ہیں اور (وہ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی طبیعت میں سرکشی نہیں ہوتی، اس لئے وہ) تکبر کرنے والے نہیں ہوتے۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾

83-یہی وجہ ہے کہ جب وہ رسول (محمدؐ) کی جانب نازل (کردہ ضابطہء حیات کی سچائیوں) کو سنتے ہیں تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، اِس لئے کہ وہ ان سچائیوں کو پہچان جاتے ہیں۔ اور تب وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ، اے ہمارے نشوونما دینے والے! ہم اِن احکام وقوانین کی سچائیوں کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ پر چل پڑے ہیں۔ لہٰذا، تُو ہمیں اُن گواہوں کے ساتھ لکھ لے (جو یہ گواہی دے رہے ہیں کہ نازل کردہ ہر سچائی ناقابلِ تردید ہے)۔

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾

84-اور (وہ کہتے ہیں کہ) ہمیں کیا ہے کہ (اس قدر سچائیوں کی روشنی دیکھنے کے بعد بھی) ہم اللہ اور اِس (قرآن) کی صداقتوں کو تسلیم نہ کریں جو ہمارے پاس آچکا ہے۔ اور اِس بات کی شدت سے آرزو نہ کریں کہ ہمیں نشوونما دینے والا اُس قوم کے لوگوں میں شامل کر لے جو سنورا رنے کی تگ و دو کرتے رہتے ہیں۔

فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾

85-لہٰذا، اُن کی اِس بات کے بہترین نتائج کے طور پر اللہ انہیں ایسی جنتیں عطا کر دے گا جن کے نیچے ندیاں رواں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ہے وہ صلہ جو ایسے لوگوں کو میسر آئے گا جو زندگی کے حُسن میں اضافہ کرنے اور اُس میں توازن برقرار رکھنے کی جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾

86-اور (اِن کے برعکس) ایسے لوگ جنھوں نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر لی اور ہمارے احکام وقوانین کو جھٹلاتے رہے تو یہ وہ لوگ ہیں (جن کی ابدی زندگی کے لئے ہوتی ہوئی

نشو ونما برباد ہو جائے گی جس کی وجہ سے وہ) جہنم میں چلے جائیں گے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾

87-(بہر حال) اے اہلِ ایمان! وہ تمام چیزیں جو طیبٰت ہوں یعنی وہ تمام چیزیں جو شخصیت کی نشو ونما میں خرابیاں پیدا کرنے والی نہ ہوں بلکہ اس کی نشو ونما میں مددگار ہوں اور اللہ نے تمہارے لئے حلال کر رکھی ہیں تو انہیں حرام مت ٹھہراؤ۔ اور (جن چیزوں پر اللہ نے پابندیاں عائد کر رکھی ہیں) تو تم ان پابندیوں کو مت توڑنے لگ جاؤ کیونکہ اللہ طے شدہ حدیں توڑنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

(نوٹ: طیب کا مادہ (ط ی ب) ہے۔ طیبا۔ طیبۃ۔ الطّوبیٰ۔ الطیب جیسے الفاظ اسی سے نکلے ہیں۔ ان کے مطالب ہیں: خوشگوار، پسندیدہ، پاکیزہ، زرخیزی میں اضافہ کرنے والی شے وغیرہ۔ 7/58 میں ہے کہ ''زرخیز زمین سے رب کے قانون کے مطابق سبزی اگتی ہے'' اس آیت میں البلد الطیب سے مراد زرخیز علاقہ یا زرخیز زمین لی گئی ہے۔ بہر حال، انسان کے حوالے سے طیب کا مطلب زرخیزی سے مراد انسانی شخصیت کی نشو ونما یا انسانی شخصیت کی نشو ونما میں خرابیاں نہ پیدا کرنے والی شے ہے۔ لہٰذا، پاکیزہ یا خوشگوار شے کا مطلب بھی یہی ہے، اسی لئے اس مطلب کو اختیار کیا گیا ہے۔ 7/58 کے مطابق طیب کا الٹ خبیث ہے جس کا مطلب خراب یا خرابیاں پیدا کرنے والی شے ہے)۔

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

88-لہٰذا (نہ حلال شے اپنے اوپر حرام کرو اور نہ ہی طے شدہ حدود یا پابندیوں کو توڑو، بلکہ درست راہ یہ ہے کہ) زندگی کو نشو ونما دینے والا سامان جو اللہ نے تمہیں عطا کیا اور حلال قرار دیا اور نشو ونما میں خرابیاں پیدا کرنے والا نہیں ہے اسے کھانے پینے کے استعمال میں لاؤ۔ اور تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کیے رکھو کیونکہ (تمہارا دعویٰ ہے کہ) تم اس پر ایمان رکھتے ہو۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾

89-(اور یاد رکھو کہ) بغیر سوچے سمجھے کھائی گئی تمہاری قسموں پر اللہ تمہاری گرفت نہیں کرتا۔ لیکن وہ قسمیں جو تم نے ارادہ سے نہایت محکم طور پر کھائی ہیں (اگر تم ان کے مطابق عمل نہ کرو گے تو) اللہ اُن پر گرفت کرے گا۔ اور (اگر تم ایسی قسموں کو توڑ ڈالو) تو اِس کا کفارہ دس ایسے لوگوں کو کھانے کا اوسط درجے کا سامان مہیا کرنا ہے جن کے ذرائع آمدنی ساکن ہو چکے ہوں یا وہ ذرائع آمدنی پیدا کرنے کے قابل نہ ہوں۔ (اور یہ کھانے پینے کا سامان ایسا ہونا چاہیے

)جیسا تم اپنے گھر والوں کے لئے استعمال کرتے ہو یا انہیں پہننے کے لئے کپڑے مہیا کرنا ہے یا ایک گردن آزاد کرانا ہے (یعنی کسی ایسے کو آزاد کرانا ہے جس کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اسے غلام بنالیا گیا ہو یا وہ قانون کے مطابق فیصلے کی وجہ سے خوں بہا ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے سزائے موت کے انتظار میں ہو وغیرہ)۔لیکن اگر کوئی یہ کچھ کرنے کے قابل نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھ لے۔ یہ کفارہ ہے تمہاری اُن قسموں کا جو تم نے (سوچ سمجھ کر) کھائی ہیں۔ اِس لئے تم اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ چنانچہ اِس طرح اللہ اپنے احکام وقوانین کو واضع کر دیتا ہے تا کہ تم اُن کی قدر کرتے ہوئے (اطمینان بھری زندگی بسر کرو)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۹۰

90-(سوچ سمجھ کر کھائی گئی قسموں پر قائم رہنے سے سیرت کی پختگی کی نشو ونما ہوتی ہے۔مگر مزید یہ بھی ضروری ہے کہ) اے اہلِ ایمان !اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ خمر یعنی ہر وہ چیز جو عقل وحواس کو ڈھانپ دینے کا باعث بننے والی ہو اور جوئے بازی اور وہ مقامات جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی پرستش کرنے اور اللہ کے سوا کسی اور کے نام نذرو نیاز چڑھانے کے لئے مخصوص کیے گئے ہوں اور تیروں کو چلا کر فال سے فیصلے کرنے کا طریقہ اختیار کرنا (یہ سب یعنی خمر، المیسر ،الانصاب،الازلام)غلیظ اثرات کی بناء پر انسانی جسم ووقار کی نشو ونما میں رکاوٹ بنتے ہیں کیونکہ یہ شیطانی کام ہیں۔اس لئے تم اِن سے بچ جاؤ تا کہ تم یقینی کامیابی وکامرانی حاصل کرسکو۔

(نوٹ: خمر کا مادہ (خ م ر) ہے۔اس کا بنیادی مطلب کسی چیز کو ڈھانپ دینا ہے۔عربی میں خمار اس اوڑھنی کو کہتے ہیں جس سے عورتیں سر ڈھانپتی ہیں، چنانچہ 24/31 میں خمار کی جمع خمر ہے۔لہٰذا،خمر کا مطلب صرف شراب یا نشہ نہیں ہے جیسا کہ بعض مفسرین اس کا مطلب کیا کرتے ہیں بلکہ خمر کا مطلب ہے عقل وحواس کو ڈھانپنے کا باعث بننے والی شے، جس میں نشہ یا شراب صرف ایک چیز ہے۔اس کے علاوہ جو انسانی عقل وحواس پر پردہ ڈالنے کا باعث بننے والی ہو وہ خمر کے زمرے میں آئے گی)۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۝۹۱

91-(یاد رکھو کہ) شیطان نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ خمر اور جوئے کے ذریعے تم میں دشمنی !اور کینہ ڈال دے اور تمہیں اللہ کے ذکر سے یعنی اللہ کی نازل کردہ سچائیوں کو سمجھنے اور اُنہیں اختیار کرنے سے اور نماز سے روک دے۔(اب ذرا سوچو اور غور کرو کہ) کیا (اس قدر وضاحت کے بعد بھی) تم اِن چیزوں سے باز نہیں آؤ گے؟

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰي رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۝۹۲

92-اس لئے (تمہارے لئے یہی سلامتی کی راہ ہے کہ) تم اللہ (کے نازل کردہ احکام وقوانین) کی اطاعت کرو اور رسول کی پیروی کرو (جس نے ان احکام وقوانین کو عملی طور پر اختیار کر رکھا ہے)۔ اور (اِن کی خلاف ورزی سے) بچتے رہو۔ اِس (رہنمائی) کے باوجود اگر تم نے منہ موڑ لیا تو پھر جان لو (کہ اِس کا خمیازہ تم خود ہی بھگتو گے۔ کیونکہ) ہمارے رسول کے ذمے صرف (اتنا ہے کہ وہ تم تک ہمارے احکام وقوانین کو) واضح طور پر پہنچا دے، (آگے اُن پر عمل کرنا یا نہ کرنا یا ایمان کی راہ اختیار کرنا یا کفر اختیار کرنا تمہارے اپنے اختیار میں ہے 18/29)۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿93﴾

ع 12/7/2

93-(یہی وجہ ہے کہ) ان لوگوں پر جو ایمان لے آئے اور سنور نے سنوارنے کے کام کرتے رہے تو اُن پر کھانے پینے کے معاملے میں (جو وہ ایمان لانے سے پہلے کر چکے ہیں) کوئی گناہ نہیں جبکہ انہوں نے تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے (آئندہ) اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کیے رکھا اور اِس طرح اپنے ایمان پر قائم رہنے اور صالح کردار ہونے کا عملی ثبوت دیتے رہے۔ پھر (جن کاموں سے روکا گیا ہے ان سے رُک گئے اور اُن کے) تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین سے چمٹے رہے اور اپنے ایمان پر قائم رہتے ہوئے پھر وہ (بُرائیوں سے) بچتے رہے اور زندگی میں حسن وتوازن پیدا کرنے کی جدوجہد کرتے رہے کیونکہ (وہ جانتے ہیں کہ) اللہ اُن سے محبت کرتا ہے جو زندگی کے حُسن میں اضافہ کرنے اور اُس میں توازن برقرار رکھنے کے لئے مصروف جدوجہد رہتے ہیں (المحسنین)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿94﴾

94-(اور زندگی میں حُسن وتوازن اُسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب اللہ کی طے شدہ پابندیوں اور حدود کے مطابق خواہشات اپنائی جائیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں) اے اہلِ ایمان! اللہ تمہیں اُس شکار کے ذریعے آزمائش میں ڈالے گا جو بالکل تمہارے ہاتھوں اور نیزوں کی زد میں ہوگا، یہ دیکھنے کے لئے کہ تم میں سے کون ہے جو اللہ کو بغیر دیکھے اُس سے ڈرتا ہے (اور اُن پابندیوں کا احترام کرتا ہے جو اِس سلسلے میں اللہ نے لگا رکھی ہیں)۔ لہٰذا، جو شخص اِس (تنبیہہ) کے بعد طے شدہ حد کو توڑے گا تو اُسے عذابِ الیم کا سامنا کرنا پڑے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ

اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

95-(لہذا) اے اہلِ ایمان! تم احرام کی حالت میں شکار کو نہ مارو۔ اور تم میں سے جس نے (احرام کی حالت میں شکار کو) جان بوجھ کر مار ڈالا تو اُس کا بدلہ یہ ہے کہ اُس کی مثل کوئی مویشی ہدیہ کے طور پر کعبہ تک پہنچا دیا جائے (تا کہ وہ ضرورت مندوں کے کھانے کے کام آئے۔ اور اس بات کا فیصلہ کہ کونسا جانور اس جانور کے ہم پلہ ہے جسے شکار کیا گیا تھا) اِس کا فیصلہ تم میں سے دو صاحبِ عدل کریں یا اِس کا کفارا ایسے لوگوں کو سامانِ خوراک مہیا کرنا ہے جن کے ذرائع آمدنی ساکن ہو گئے ہوں یا وہ ذرائع آمدنی پیدا کرنے کے قابل نہ ہوں (یعنی جانور کی قیمت کے برابر معمول کا کھانا جتنے بھی بے آمدنی والے لوگوں کو پورا آ جائے) یا اِس کے برابر روزے رکھے تا کہ وہ اپنے کیے کا مزہ چکھے۔ جو کچھ اِس سے پہلے ہو گزرا، اللہ نے اسے معاف کر دیا۔ لیکن جو کوئی دوبارہ (ایسا کام) کرے گا تو اللہ اُس سے انتقام لے گا۔ اور اللہ تو وہ ہے جو لامحدود غلبے کا مالک ہے اور انتقام لینے والا ہے۔ (یہ سب اس لئے ہے کہ اللہ کی طرف سے لگائی گئی پابندیوں کے احترام کا عادی بنایا جائے ورنہ انسان کو اللہ کے انتقام کا سامنا کرنا پڑے گا)۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

96-(یہ پابندی خشکی کے جانوروں تک محدود ہے۔ جہاں تک پانی کے جانوروں کا تعلق ہے تو) تمہارے لئے پانی کے جانوروں کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کی خاطر حلال قرار دے دیا گیا ہے۔ اور خشکی کے جانوروں کا شکار تم پر حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالتِ احرام میں ہو۔ چنانچہ تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کیے رکھو کیونکہ تم اُسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے (جہاں تمہیں اپنے کیے کا حساب دینا پڑے گا)۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾

97-(اس حقیقت کو یاد رکھو کہ) اللہ نے کعبہ کو واجب الاحترام مقام بنا دیا ہے تا کہ تمام نوعِ انسان (اِس مرکز سے منسلک ہو کر) اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہو جائیں (یعنی نوعِ انسان ایک ہو جائیں اور کہیں منتشر ہو کر مفادات کی جنگ سے تباہ و برباد نہ ہو جائیں)۔ اسی لئے واجب لاحترام مہینے بھی مقرر کر دیے گئے ہیں (تا کہ لوگ جنگ وجدل سے منع ہو کر امن وسلامتی سے اِس مرکز میں جمع ہو سکیں)۔ لہذا، وہ تحائف اور گلے میں علامتی پٹے والے جانور (جو حرمِ کعبہ کی طرف لائے گئے یا موجود ہوں تو سب اِسی نسبت سے واجب الاحترام ہیں)۔ یہ اِس لئے ہے کہ تمہیں علم

ہو جائے کہ (نوعِ انسان کو مرکزِ کعبہ میں جمع ہونے کے لئے آسانیاں فراہم کر دی گئی ہیں)۔ کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ جو کچھ آسمان اور جو کچھ زمین میں ہے (اس کے ٹھیک ٹھیک تقاضے کیا ہیں، اِسی طرح اللہ یہ جانتا ہے کہ نوعِ انسان کی سلامتی کے ٹھیک ٹھیک تقاضے کیا ہیں) کیونکہ اللہ ہر شے کے بارے میں لامحدود علم رکھنے والا ہے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۸﴾

98-(یاد رکھو کہ اللہ کی طے شدہ پابندیوں اور حدود کا احترام ضروری ہے۔ ورنہ) جان رکھو کہ اللہ سخت گرفت کرنے والا ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ اللہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے اُنہیں اُن کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَکْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

99-(بہر حال، یہ بھی یاد رکھو کہ) رسول پر (اللہ کے احکام و قوانین کے بارے میں پیغام) پہنچا دینے کے سوا (کوئی اور ذمہ داری) نہیں ہے۔ اللہ تو وہ ہے جسے ہر اُس بات کا علم ہے جسے تم ظاہر کرتے ہو اور جسے تم چھپاتے ہو (لہٰذا، جو کچھ کرو گے اس کا بدلہ تمہیں اسی کے مطابق ملے گا)۔

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

ع 13 7 3

100-(اے نوعِ انسان! ایک اور حقیقت پر غور کرو کہ زندگی کے دو ہی راستے ہیں، اُن کے بارے میں اے محمدؐ اُن سے) کہہ دو! کہ خبیث اور طیب برابر نہیں ہو سکتے (یعنی ایک وہ جو خرابیاں پیدا کرنے والے ہیں اور دوسرے وہ جو خرابیاں پیدا کرنے والے نہیں ہیں، یہ دونوں آپس میں برابر نہیں ہو سکتے) چاہے تمہیں خبیث چیزوں کی کثرت بھلی ہی کیوں نہ لگے (یعنی ممکن ہے کہ خبیث چیزوں کا دور دورہ ہر طرف ہو اور تمہیں وہ بھلی لگنے لگ جائیں لیکن وہ بہر حال خرابیوں کا باعث بننے والی ہوتی ہیں)۔ لہٰذا، اے اہلِ عقل و دانش! تم تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین کو اختیار کیے رکھو تاکہ تم یقینی کامیابی و کامرانی تک پہنچ سکو۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ ۚ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْھَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَکُمْ ؕ عَفَا اللّٰہُ عَنْھَا ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۰۱﴾

101-اے اہلِ ایمان! تم ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کیا کرو جو تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں اور اگر تم ان کے بارے میں اُس وقت سوال کرو گے جب قرآن نازل کیا جا رہا ہو تو وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں

گی۔(بہر حال،قرآن نازل ہونے سے پہلے جو کچھ تم کر چکے سو کر چکے اور اس سلسلے میں) اللہ نے درگزر کیا ہے، کیونکہ اللہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور ذرا ذرا سی باتوں پر گرفت نہ کرتے ہوئے سنورنے کے لئے مہلت عطا کرنے والا ہے۔

قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

102-(یہ جو تمہیں تنبیہہ کی گئی ہے تو) اِس کی حقیقت یہ ہے کہ تم سے پہلے ایک قوم نے اِسی قسم کے سوالات پوچھنے شروع کردیے تھے (جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنہوں نے اپنے اوپر اتنی پابندیاں عائد کرلیں جن کا نباہنا ہی اُن کے لئے مشکل ہوگیا اور وہ اُن کی جزئیات کی پابندی سے گھبرا کر) نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے ہی انکار کر بیٹھے اور سرکشی پر اتر آئے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

103-(اے نوعِ انسان! ایک اور حقیقت کی جانب توجہ دو اور ہر قسم کے وہم اور توہم سے نجات حاصل کرلو تاکہ شرک سے باز رہ سکو کیونکہ) اللہ نے نہ تو بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ ہی حام کو مقرر کیا ہے، لیکن کافر لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں، اور ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔

(**نوٹ**: بحیرہ اُس اونٹنی کو کہا جاتا تھا جو پانچ دفعہ بچے جنم دے چکی ہو اور آخری بار اُس کے ہاں نر بچہ پیدا ہوا ہو۔ ان کا کان چیر کر اسے مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ وہ جہاں چاہے چرتی یا پانی پیتی اُسے کچھ نہیں کہا جاتا تھا۔ سائبہ اس اونٹ یا اونٹنی کو کہا جاتا تھا جسے کسی منت کے پورا ہونے پر یا کسی بیماری سے شفایاب ہونے پر یا کسی خطرے سے بچ جانے پر بطورِ شکرانہ کے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا یا وہ اونٹنی جس نے دس مرتبہ بچے دیے ہوں اور ہر بار مادہ ہی جنی ہو اسے بھی آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔ وصیلہ اُسے کہا جاتا تھا کہ اگر بکری پہلا بچہ جنتی اور وہ نر ہوتا تو وہ خداؤں کے نام پر ذبح کردیا جاتا اور اگر وہ پہلی بار مادہ جنتی تو اسے اپنے لیے رکھ لیا جاتا تھا لیکن اگر نر اور مادہ ایک ساتھ پیدا ہوتے تو نر کو ذبح کرنے کی بجائے یونہی خداؤں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا اور اُس کا نام وصیلہ ہوتا تھا۔ حام اُسے کہا جاتا تھا کہ اگر کسی اونٹ کا پوتا سواری دینے کے قابل ہوجاتا تو اُس بوڑھے اونٹ کو آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا یا اگر کسی اونٹ سے دس بچے پیدا ہوجاتے تو اُسے بھی آزادی مل جاتی تھی۔ لہٰذا یاد رکھو کہ اس طرح کی مضحکہ خیز رسموں کا اللہ کے نازل کردہ نظامِ حیات سے کوئی واسطہ نہیں)۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

104-اور (یہی وجہ ہے کہ لوگ وہم وتواہم پر مبنی رسموں کو دین سمجھنے لگ جاتے ہیں تو اُن کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ) جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ (اُس نظامِ حیات کی طرف آؤ) جسے اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف رجوع کرو تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے لئے وہی (طریقہ) کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ (لہٰذا، ہمارے لئے اُس کو پرکھنے کی قطعاً ضرورت نہیں اور ہم اُسی پر آنکھیں بند کیے چلتے جائیں گے) چاہے اُن کے باپ دادا نہ علم وبصیرت رکھتے ہوں اور نہ ہی اللہ کی بتلائی ہوئی اُس روشن راہ پر چلنے والے ہوں جو اطمینان بھری منزل کو جاتی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

105-اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تو تم پر اپنے آپ کے متعلق (آگاہ رہنا لازم ہے)۔ (یاد رکھو) اگر تم اللہ کی بتلائی گئی روشن راہ پر چلتے رہے تو تمہیں کوئی گمراہ ہو جانے والا نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (اور یہ بھی یاد رکھو کہ) تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ تمہیں اُن کاموں کی خبر کر دے گا جو تم کرتے رہے ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

106-(بہرحال، اِن حقائق کی آگاہی کے بعد ایک بار پھر یاددھانی کے لئے قوانینِ وصیت اور گواہی کے بارے میں آگاہی دی جاتی ہے جو یوں ہے کہ) اے اہلِ ایمان! اگر تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو تم وصیت کرتے وقت اپنے درمیان گواہی کے لئے اپنے لوگوں میں سے دو ایسے (گواہ مقرر کرلو) جو عدل پسند ہوں۔ لیکن اگر تم سفر کی حالت میں ہو (اور ایسی جگہ پر ہو جہاں اپنے لوگ موجود نہ ہوں) اور وہاں موت کا سامنا ہو جائے تو پھر دوسرے لوگوں میں سے ہی دو گواہ بنا لو (اور اگر کسی شک کی بناء پر اُن کی شہادت کی ضرورت پڑے تو تمہارے تعین کردہ انصاف کرنے والے) انہیں صلواۃ کی ادائیگی کے بعد روک لیں۔ اگر تمہیں اُن پر شک گزرے تو وہ دونوں اللہ کی قسمیں کھائیں کہ ہم اِس کے عوض کوئی قیمت وصول نہیں کریں گے خواہ کتنا ہی قریبی رشتے دار کیوں نہ ہو اور نہ ہم اللہ کی مقرر کردہ گواہی کو چھپائیں گے۔ اور (اگر ایسا کریں تو) ہم اُسی وقت ایسے لوگوں میں سے ہو جائیں گے جو (گواہی چھپانے کے) مجرم ہوتے ہیں۔

(نوٹ: یہ آیت اہلِ ایمان کو آگاہی دیتی ہے کہ جن معاملات میں حلف کی ضرورت ہوتی ہے تو اُس حلف کو کس قدر واضع دو ٹوک اور اللہ کی قسم کے ساتھ ہونا چاہیے)۔

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّاۤ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾

107- پھر اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اِن دونوں نے (سچی گواہی نہیں دی اور اِس طرح اُنہوں نے) جرم کا ارتکاب کیا ہے تو پھر اُن کی جگہ دو اور (گواہ) اُن لوگوں میں سے کھڑے ہو جائیں جن کی پہلے دو گواہوں کی وجہ سے حق تلفی ہوئی ہے۔ پھر وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ یقیناً ہماری گواہی اُن دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے اور ہم (طے شدہ حقوق سے) تجاوز نہیں کر رہے (اور اگر ایسا کریں تو) ہم اُسی وقت ایسے لوگوں میں سے ہو جائیں گے جو حقوق میں کمی کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کے مجرم ہوتے ہیں (یعنی ظالم ہوتے ہیں)۔

ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع 14 8 4

108- (سچائی کے نزدیک جانے کے لئے شہادت پر شہادت اس لئے رکھ دی گئی ہے کیونکہ) یہ طریقہ اِس بات سے قریب تر ہے کہ لوگ سچی گواہی دیا کریں یا اِس بات سے خوف زدہ ہوں کہ اُن کی قسموں کے بعد وہی قسمیں (اُن لوگوں کی طرف جن کی حق تلفی ہوئی ہے) لوٹا دی جائیں گی (اور غلط گواہی پر لوگ انہیں مجرم و گنہگار سمجھنے لگ جائیں گے)۔ لہٰذا' تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین کو اختیار کیے رکھو اور (اُن احکام و قوانین کو غور سے) سنا کرو کیونکہ اللہ اُس قوم کو اطمینان بھری منزل تک جانے والی روشن راہ نہیں دکھاتا جو نشوونما دینے والے قوانین کی حفاظت سے نکل کر خرابی پیدا کرنے والا راستہ اختیار کر لیتی ہے (الفٰسقین)۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾

109- (یہ جو قوانین بتلائے جا رہے ہیں اور سچائیوں کی آگاہی دی جا رہی ہے تو جب اعمال کی جوابدہی ہو گی تو) اُس دن اللہ تمام رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا (کہ لوگوں نے تمہاری دعوت کو کس طرح قبول کیا تھا) تو وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں (کیونکہ ہم ظاہری نظر ہی سے دیکھ سکتے تھے) مگر غیب یعنی جو کچھ نہیں جانا جا سکتا تو اس کا علم یقیناً تیرے ہی پاس ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِىْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۗ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِىْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِىْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِىْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِىْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِىْۤ اِسْرَاۤءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ

وقف لازم

مُّبِينٌ ﴿۱۱۰﴾

110-(اِن حقائق کی آ گاہی کے بعد،عیسیٰؑ ابنِ مریم کے بارے میں مزید حقائق یوں ہیں کہ) جب اللہ عیسیٰ ابنِ مریم سے کہے گا! کہ میں نے تمہیں اور تمہاری والدہ کو نعمت عطا کی (یعنی زندگی کی اذیتوں سے محفوظ اسودگیوں اور سرفرازیوں کے ذرائع عطا کئے) تو وہ تمہیں یاد ہوگا کہ میں نے روح القدس سے تمہیں قوت عطا کی اِس لئے تم گھوارے سے لے کر یعنی کم عمری سے لے کر بڑی عمر تک انسانوں سے یوں ہم کلام ہوتے رہے (کہ دیکھنے سننے والے دنگ رہ جاتے تھے)۔ اور جب میں نے تمہیں کتاب یعنی ضابطہء حیات کی تعلیم دی اور تمہیں حکمت یعنی ایسی دانش عطا کی جو حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نا درست کی اٹل حدیں مقرر کر کے فیصلے کرنے والی تھی اور تورات اور انجیل سکھائی اور جب تم میرے حکم سے پانی ملے ہوئے مٹی کے مادے سے پرندے کی شکل کا (پُتلا) بناتے تھےاور پھر تم میرے حکم سے اس میں پھونک مارتے تو وہ پرندہ بن جاتا۔اور جب تم پیدائشی اندھوں اور کوڑھ کے مریضوں کو (جو اُس وقت نا قابلِ علاج ہوا کرتے تھے) میرے حکم سے اچھا کر دیا کرتے تھے اور جب تم میرے حکم سے مُردوں کو (حالتِ موت سے) نکال (کر زندگی کی حالت میں) لے آتے تھے' تو تب میں نے بنی اسرائیل کو تم سے روک دیا تھا (تاکہ وہ تمہیں کوئی اذیت نہ پہنچائیں) حالانکہ تم ان کے پاس واضح سچائیاں لے کر آئے تھے مگر اُن میں سے کافروں نے کہہ دیا کہ یہ تو کھلے جادو کے سوا کچھ بھی نہیں۔

(نوٹ: روح القدس کے ویسے تو لفظی معنی یوں ہیں کہ انسان کے حوالے سے قرآن نے روح کو''امر ربی'' کہا ہے یعنی پروردگار کا کوئی خاص حکم یا قانون جو انسان میں جاری وساری کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان ایک شخصیت کا مالک بن جاتا ہے۔ بہرحال ''روح'' اللہ کا کوئی مخصوص حکم یا قانون ہے مگر یہ اللہ کی مخلوق ہے جو برتر دانش کی مالک ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق کوئی بھی روپ وصورت لے سکتی ہے۔قدس کا مادہ (ق د س) ہے۔اور اس کا مطلب ہے نقائص سے دور یعنی غلطی اور نقص سے پاک وصاف۔اس لحاظ سے روح القدس کا لفظی مطلب یوں بنتا ہے کہ نقائص سے پاک اللہ کا مخصوص حکم (جسے انسان نہیں سمجھ سکتا)۔مفسرین روح القدس 2/87 اور روح الامین 26/193 سے مراد''جبریل'' لیتے ہیں۔ البتہ 70/4، 78/38، 97/4 میں ملائیکہ اور روح کا الگ الگ ذکر آیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملائیکہ اور روح الگ الگ مخلوقات ہیں۔لیکن مکمل حقیقت صرف اللہ کے علم میں ہے۔البتہ اس آیت میں روح القدس سے مراد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ''اللہ کا وہ خصوصی حکم جو عیسیٰؑ کا اس طرح مددگار رہتا تھا جو انہیں خطاؤں سے محفوظ رکھتا تھا)۔

وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي ۚ قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ ﴿۱۱۱﴾

111-اور (اے عیسیٰ ابنِ مریم یاد کرو) جب میں نے تمہارے حواریوں (یعنی عیسیٰؑ کے وہ شاگرد جنہوں نے براہِ راست

عیسیٰؑ سے تعلیم پائی تھی) کی طرف وحی (یعنی انجیل کے ذریعے یہ دعوت دی کہ) وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں ،تو اِس پر انہوں نے کہا تھا کہ! ہم ایمان لے آئے اور تم گواہ رہنا کہ ہم یقیناً مسلمان ہیں (یعنی اللہ کے احکام وقوانین کی صداقتوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے امن وسلامتی کی حالت میں داخل ہو گئے ہیں)۔

إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ أَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

112-(اس کے بعد ان اہلِ ایمان) حواریوں نے جب عیسیٰ ابنِ مریم سے کہا! کہ کیا تمہارا پروردگار ایسا کر سکتا ہے کہ آسمان سے ہمارے لئے کھانا اتار دے؟ تو تم نے انہیں جواب دیا تھا کہ! (بجائے اس طرح کی فرمائشیں کرنے کے بہتر ہے کہ) تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کیے رکھو اگر (تمہارا دعویٰ ہے کہ) تم مومن ہو یعنی نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر چکے ہو۔

قَالُوْا نُرِيْدُ أَنْ نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

113-(مگر) انہوں نے کہا تھا کہ بس ہم یہ چاہتے ہیں کہ (آسمانی کھانے) میں سے کھانا کھائیں اور ہمارے قلب مطمئن ہو جائیں اور ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ نے جو کچھ ہم سے کہا ہے یقیناً وہ سچ ہے اور ہم اس پر گواہی دینے والے بن جائیں۔

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّأَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

114-(اس پر) عیسیٰ ابنِ مریم نے التجا کی کہ! اے ہمارے نشوونما دینے والے! ہم پر آسمان سے ایک ایسا کھانا نازل کر دے جو ہمارے اول وآخر کے لئے مسرتوں کا باعث بن جائے (یعنی یہ اس قدر باعثِ رحمت ہو کہ اسے کھانے کے بعد ہم دنیا میں بہترین و بے گناہ تگ ودو کے قابل ہو کر اطمینان بھری مسرتیں حاصل کر سکیں اور اس وجہ سے یہ آخرت میں ہمارے لئے ابدی مسرتوں کا باعث بن جائے)۔ اور (یہ آسمانی کھانا) تیری طرف سے ناقابلِ تردید سچائی قرار پائے گا اور ہمیں زندگی کی نشوونما کا سامان عطا کر دے اور تُو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ إِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّيْٓ أُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ أُعَذِّبُهٗٓ أَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ع 15 7 5

115-اللہ نے جواب دیا کہ! یقیناً وہ کھانا ہم تمہارے اوپر اسی طرح نازل کر دیں گے۔ لیکن اس کے بعد تمہارے (پیروکاروں) میں سے اگر کسی نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین سے انکار کر کے سرکشی اختیار کی تو پھر اس میں

کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ اسے میری طرف سے ایسی سخت سزا ملے گی کہ ویسی سزا عالمین میں کسی اور کو نہ ملی ہو گی۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾

116-اوراس کے بعد، اللہ پوچھے گا کہ! اے عیسیٰ ابنِ مریم! کیا تم نے انسانوں سے کہا تھا کہ! اللہ کے سوا میری اور میری ماں کی پرستش کیا کرو؟ وہ (اس کے جواب میں) کہے گا کہ! تیری ذات اس سے بلند ہے کہ (تیرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا جائے) مجھے (بھلا یہ کب زیب دیتا تھا) کہ میں ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے حق حاصل نہیں تھا۔ اگر میں نے ایسی کوئی بات کہی ہوتی تو یقیناً وہ تیرے علم میں ہوتی۔ کیونکہ تُو تو ہر اُس بات کو جاننے والا ہے جو میرے نفس میں ہے اور میں ان (حقائق) کا علم نہیں رکھتا جو تیرے علم میں ہیں۔ یقیناً تو ہی غیب کی سب باتوں کا علم رکھنے والا ہے۔

مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾

117-(اور اے پروردگار) میں نے ان سے وہی کچھ کہا تھا جس کا تُو نے مجھے حکم دیا تھا (یعنی یہ کہ) تم صرف اللہ کی پرستش واطاعت کیا کرو جو میرا بھی نشو ونما کرنے والا ہے اور تمہارا بھی نشو ونما کرنے والا ہے۔ اور میں جب تک ان میں رہا گواہ بن کے رہا۔ لیکن جب تو نے مجھے واپس بلا لیا تو اس کے بعد (بھی) تو ہی ان پر نگہبان تھا۔ اور تُو ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

118-اب اگر تُو انہیں سزا دے گا تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تُو انہیں اپنی حفاظت میں لے لے تو یقیناً تُو لامحدود غلبے کا مالک ہے اور حقائق کی باریکیوں کے مطابق فیصلے کرنے والا ہے (حکیم)۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾

119-اللہ کہے گا! یہ ایسا دن ہے (جب اعمال کے نتائج ظاہر کر دیے جائیں گے اور) سچے لوگوں کو ان کا سچ فائدہ دے گا (کیونکہ انہوں نے اپنے ایمان کے دعویٰ کو سچ کر دکھایا تھا۔ اسی وجہ سے) ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے ندیاں

رواں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

ع 16 5 6 لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ١٢٠ۧ

120-(یہ ہے سچ کا وہ حکم اور قانون جو نوعِ انسان پر طاری ہے جس کی خلاف ورزی کے نتائج کا اسے سامنا کرنا پڑے گا، کیونکہ یہ اُس کا حکم و قانون ہے جس) اللہ کی حکمرانی تمام آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب پر ہے، اور اُسی نے ہر چیز پر مناسبت و توازن کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں۔

اسلام

(**نوٹ**: اِس لفظ کا مادہ (س ل م) ہے۔ اِسی سے سلم۔ تسلیم۔ مسلم۔ مسلمان۔ اسلام۔ تسلیما۔ سلمہ۔ سلیم۔ السلم۔ استلم۔ اسلم۔ استسلم۔ المسلمۃ۔ سلیمہ وغیرہ جیسے الفاظ اِسی مادہ سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اِس کا بنیادی مطلب ہے: نقائص سے پاک ہو کر خطرات سے محفوظ ہونے کے لئے درست پابندیوں کی یوں اطاعت اختیار کر لینا کہ زندگی حسین و خوشنما ہو جائے تا کہ سلامتی و حفاظت قائم ہو جائے۔ اِسی وجہ سے بعض مفسرین جانوروں کی نکیل کو سلامۃ سے تشبیہہ دیتے ہیں یعنی نکیل کی وجہ سے جانور کو خطرات سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اِس لحاظ سے قرآن کی وحی ہی انسان کو تباہ کر دینے والے جذبات و عقل و مفادات کے لئے نکیل ہے۔ تا کہ وہ خطرات سے محفوظ ہو کر پُر اطمینان اور حسین زندگی گذار سکے۔ چنانچہ سلامتی یہی ہے کہ قرآن کی سچائیوں، احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اور اُنہیں اختیار کر کے بے خوف مسرتوں کی حالت میں داخل ہوا جائے۔ سورۃ 59 آیت 23 میں اللہ کی ایک صفت السلام ہے جس کا مطلب ہے انتشار سے محفوظ رکھنے والا اور حسن و حفاظت عطا کرنے والا اور اِن کے بارے میں آ گاہی فراہم کرنے والا تا کہ سلامتی قائم ہو)۔